بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
قد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۳ روپے ۵۰
ممالک غیر
۷ روپے ۵۰
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۱۱ | ۴ صلح ۱۳۴۱ہش | ۲۶ رجب ۱۳۸۱ھ | ۴ جنوری ۱۹۶۲ء | نمبر ۱

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۳۰ دسمبر (بوقت ۹ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی اطلاع مظہر ہے کہ
گذشتہ دنوں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کی اچانک وفات کا حضور کی طبیعت پر گہرا اثر ہوا اور بے چینی بہت زیادہ رہی۔ کل بعد دوپہر ضعف و گھبراہٹ کی تکلیف رہی اس وقت طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

● احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۲ جنوری محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ ربہ مع اہل و عیال تا حال ربوہ ہی میں قیام فرما ہیں۔ ربوہ کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کی غرض سے جانے والے درویشان میں سے بیشتر واپس تشریف لے آئے ہیں۔ جلسہ کے موقعہ پر ایسے دوستوں کو دیگر احباب جماعت کی طرح حضور ایدہ اللہ کی زیارت کا بھی شرف حاصل ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

سالِ نو کا آغاز

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

زمان و مکان کا تصور کچھ بھی ہو۔ ہم اتنا جانتے ہیں کہ سورج کی حرکت اور زمین کی گردش سے زمانے کی عمر دراز ہوتی جا رہی ہے۔ کل کا تصور زمین اور سورج کی حرکت سے پیدا ہوتا ہے۔ روزانہ سورج کا ابھرتا ہوا چہرہ ہمارے سامنے زمانے کی ایک نئی چادر بچھا دیتا ہے۔ کون جانے کہ اس کی ابتدا کب ہوئی اور انتہا کب ہے؟

پہلی جنوری کو جب سورج آستانۂ الوہیت پر سجدہ کر کے دربار عالم میں نمودار ہوا۔ تو ریاضی اور فلکیات کے ماہروں نے زمانے کی اس لطیف سطح پر ایک خط کھینچ کر ماضی کو مستقبل سے جدا کر دیا۔ اگرچہ زمانے کو ناقابل تقسیم خیال بھی کیا جاتا ہے۔ بدستور باقی ہے۔ مگر تقسیم کار کے اصول پر ۱۹۶۱ء سے ۱۹۶۲ء کو جدا کر دیا گیا یا سورج ۱۸۶ میل فی سیکنڈ کی رفتار سے جو چادر بُن رہا ہے اس پر فلکیوں اور ہیئت دانوں نے ۱۹۶۲ء کا ایک نقطہ لگا دیا۔ ہمارے سامنے اس کے سوا کوئی پیمانہ نہیں۔ اب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آج ہم ۱۹۶۱ء کی حد سے نکل کر ۱۹۶۲ء کی سرحد میں داخل ہو گئے۔

اسلامی نقطۂ نظر سے زمانہ تخلیق کا ایک مقدس سلسلہ ہے۔ اور اگر زمانے کی ہیئت ترکیبی پر غور کیا جائے تو اس میں جلوۂ الوہیت کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس کی تخلیق عناصر سے ہوتی ہے نہ اجرام سے بلکہ وہ جاری و ساری ہے اور سارے عالم پر محیط۔ فکر اور تصور یہ ہر چند زور ڈالتے ہیں۔ مگر کوئی توقف ایسا نہیں معلوم ہوتا جب زمانے کا کوئی تار ٹوٹ جائے۔ عالم اور مخلوقات کا نظام زمانے ہی کے تصور پر قائم ہے۔ اس لئے اس تصور میں خلل پیدا ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ ہم ہمیشہ اسی طرح دن۔ ہفتے۔ مہینے اور سال کا شمار کرتے رہیں گے۔

آج ہم ۱۹۶۲ء کی چوٹی پر چڑھ کر ۱۹۶۱ء کے واقعات و حوادث پر نظر ڈال رہے ہیں۔ اور دنیا کے سالانہ نامۂ اعمال کا جائزہ لے رہے ہیں۔ سیاست۔ مذہب ثقافت۔ سرد گرم جنگ۔ فکری و طبقاتی کشمکش سرا سر کا دفتر سامنے آ رہا ہے۔ سیاست میں تلخی، مذہب میں بے دلی۔ ثقافت میں عریانیت، جنگوں میں بربریت۔ اور فکری و طبقاتی کشمکش میں خود غرضی نظر آ رہی ہے۔ جا بجا جنگ کی بھٹیاں سلگائی گئیں۔ ان میں سے بعض ابھی تک دہک رہی ہیں۔ جیسے کانگو۔ الجیریا اور برلن۔ ان میں سے کوئی چنگاری ابھی تک بجھائی نہیں جا سکی۔

خلائی سفر روس اور امریکہ کے خلائی انسانوں نے خلا میں کامیاب پرواز کی اور انہوں نے دنیا کو اپنے سفر کی روداد بھی سنائی۔ اور ان کے آقاؤں نے ان کے اس شاندار کارنامے پر فخر کا اظہار بھی کیا۔ مگر اس کے باوجود انسانیت کے تصور میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اعصابی جنگ اور طبقاتی کشمکش ابھی تک جاری ہے۔

دونئے ملکانہ تجربے ملکۂ برطانیہ نے پہلی بار کامن ویلتھ کی حیثیت سے ہندوپاک کا دورہ کیا۔ مگر ان دونوں ممالک کے دوستانہ تعلقات میں کسی نئے دور کا آغاز نہیں ہوا۔ مسائل سلجھنے کی بجائے الجھتے ہی چلے گئے۔

عدنان مندریس کی موت ترکی کے فوجی ڈکٹیٹر جنرل گرسل نے عدنان مندریس اور ان کے ساتھیوں کو سزائے موت دے کر ترکی کے ان پرانے دنوں کی یاد تازہ کر دی جب ایک بھائی کی تاجپوشی باقی بھائیوں کے لئے پیغام موت ثابت ہوتی تھی۔

ترکی کے جنرل الیکشن میں عدنان مندریس کی پارٹی نے نمایاں کامیابی حاصل کر کے یہ ثابت کر دیا کہ ترک عوام کی روح نے ابھی تک اسلام سے بغاوت نہیں کی۔ وہ آج بھی منارۂ مساجد سے عربی زبان میں اذان سننے کی خواہشمند ہے۔

انقلاب شام شام نے دولتِ متحدہ عرب سے علیحدگی اختیار کر کے صدر ناصر کی سیاست کو زبردست نقصان پہنچایا۔ اور چین نے ہندوستان کی طرف مزید پیشقدمی کر کے ہندوستان کے تقدس پر حملہ کیا۔

سوشلزم کا تجربہ روس علمبردار صلح و امن ہونے کا مدعی ہے ۵۰ میگاٹن بموں کا تجربہ کر کے مارکسزم کی دھجیاں فضا میں بکھیر دیں جو ابھی تک جو مطلقاً عوامی راج کا قائل تھا۔ اس تجربے نے اس تصور کے شیرازے بھی برہم کر دیئے۔

کویت کویت میں جنگ کی ایک چنگاری بھڑکی۔ مگر بہت جلد سرد کر دی گئی روسی نمائندے نے اس پر ۹۵ ویں بار سلامتی کونسل میں ویٹو کا استعمال کیا۔

روسی سیاست مسٹر خروشچیف نے اسٹالن کے خلاف پھر ایک تحریک چلائی۔ اسٹالن کی قبر تک کھدوا ڈالی گئی۔ اور اسٹالن گراڈ کا نام بدل دیا گیا۔ اب ڈر یہ پیدا ہو چلا ہے کہ اگلے سالوں میں زمانہ مسٹر خروشچیف کے آثار کے ساتھ بھی یہی سلوک نہ کرے۔

بعض اخباری بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ امسال روس اور چین کے تعلقات میں کچھ مزید تلخی پیدا ہوئی۔ اور البانیہ نے مسٹر خروشچیف کے خلاف ایک مہم شروع کی۔

غیر جانبداری کی کانفرنس اس سال دیگر سلاوِیہ کی راجدھانی بلغراد میں غیر جانبدار ممالک کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ ہمارے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے بھی اس میں شرکت کی۔ آپ نے اس سال روس اور امریکہ کا بھی دورہ کیا۔

مصنوعی سیارے جنوری ۱۹۶۱ء تک امریکہ نے خلائی دور کے تین برسوں میں ۷۹ مصنوعی سیارے اڑائے۔ اور روس نے ۱۸۔ ان میں سے امریکہ کے ۲۲ سیارے فضا میں گردش کر رہے ہیں۔

شہاب ثاقب اس سال امریکہ نے مصنوعی سیارے کے ذریعہ شہاب ثاقب کے ذرے پکڑے۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ یہ ذرے زمین کے ذروں سے قطعاً مختلف ہیں۔

زمین کا نقشہ امسال مصنوعی سیاروں کی گردش سے یہ بھی واضح کیا گیا کہ ہماری زمین گول ہے نہ چپٹی۔ بلکہ یہ مٹی کا ایک ناشپاتی نما کرہ ہے۔ یہ اعلان امریکہ کے سائنس دانوں کی طرف سے ہوا ہے یہ عجیب و غریب اعلان سنکر قدیم ماہرین طبیعیات کی روح پر اوس پڑ گئی ہوگی۔

سائنسی ایجادات امسال سائنس دانوں نے نباتات کی ترقی۔ لباسات کی کامیابی اور روزمرہ گھریلو اور مزدور کی زندگی کے لئے بہت سی مفید چیزیں ایجاد کیں۔ ایٹمی توانائی نے تخریب کے ساتھ تعمیر میں بھی حصہ لیا۔

پنج سالہ منصوبہ امسال ہندوستان نے تیسرے پنج سالہ منصوبے کے لئے ۸ ہزار کروڑ روپے کی ضرورت کا اعلان کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ پنج سالہ منصوبے کے ختم ہونے تک سمندری جہازوں کا کل وزن ۸۸۵۸۰ ٹن تھا جو لگ بھگ ۱۹۵۰ء تک تھا یہی معلوم ہے کہ ہندوستان نے بہت سا مال ... اسے پھیلانے کی جگہ کے ... باقی ہے۔

ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات

(اثر س)

ربوہ میں نماز جنازہ اور تدفین کے تفصیلی حالات

قادیان ۲ جنوری ۱۹۶۲ء سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزند جلیل کی اندوہناک وفات کی ابتدائی خبر گذشتہ اشاعت میں دی جا چکی ہے۔ اس سلسلہ میں اب اخبار الفضل کے ذریعہ جو مزید تفصیلات یہاں موصول ہوئی ہیں وہ قارئین کرام کی اطلاع کے لئے ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۱ء مطابق ۱۷ رجب ۱۳۸۱ھ بروز سہ شنبہ بوقت آٹھ بجے صبح جبکہ ربوہ میں جماعت احمدیہ کے سترویں جلسہ سالانہ کا افتتاحی اجلاس شروع ہونے میں صرف سوا گھنٹہ باقی تھا اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادہ کے ماتحت ۶۶ سال کی عمر میں اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے پونے دس بجے صبح جلسہ گاہ میں تشریف لا کر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رقم فرمودہ افتتاحی تقریر پڑھنے سے قبل جب احباب جماعت سے خطاب کرتے ہوئے اپنے حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی المناک وفات کی اطلاع دی تو جلسہ گاہ میں ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک ایک دم رنج والم اور حزن و ملال کی لہر دوڑ گئی۔

حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی نے احباب جماعت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ ہمارے چھوٹے بھائی عزیزم مرزا شریف احمد صاحب کی وفات ایک خدائی امتحان ہے۔ اور ایسے امتحان ہمیشہ ہی خدائی جماعتوں کو پیش آیا کرتے ہیں اور جن کی خبر خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے

ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات (البقرہ آیت ۱۵۶)

کے الفاظ میں دی ہے ہمیں چاہیئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق اس امتحان کو ہمت واستقلال اور صبر و صدق کے ساتھ برداشت کریں۔

حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی نے خطاب جاری رکھتے ہوئے فرمایا عزیز مرزا شریف احمد صاحب کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد الہامات ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ

عمرہ اللہ علی خلاف التوقع (تذکرہ صفحہ ۷۱۷)

یعنی اس کو خدا تعالیٰ امید سے بڑھ کر عمر دیگا یہ الہام نمایاں طور پر بڑی شان کے ساتھ پورا ہوتا چلا آ رہا تھا گذشتہ بیس پچیس برس سے ان کی صحت بہت گری ہوئی حالت میں چلی آ رہی تھی اور کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ یوں معلوم ہوتا تھا۔ شاید اب مقدر وقت آ گیا ہے لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے خلاف توقع آپ کو زندگی بخشی اور اس طرح یہ الہام غیر معمولی رنگ میں پورا ہوا بعض اور الہامات بھی ہیں جن کی تفصیل انشاء اللہ بعد میں بیان کر دی جائے گی۔

حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی نے صبر و صدق کی تلقین کرتے ہوئے اس امر کو واضح کیا کہ خدائی جماعتوں پر جب نقص الاموال والانفس کی گھڑیاں آتی ہیں۔ تو وہ کس طرح ہمت و استقلال اور صبر و صلوٰۃ سے کام لیکر ان امتحانوں میں کامیابی کے ساتھ گذر جاتی ہیں۔ اس ضمن میں آپ نے صلح حدیبیہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت بعض صحابہؓ کی حالت اور ان کے نمونے پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ایسی پیشگوئیوں کا بھی ذکر فرمایا۔ جن کا تعلق بظاہر آنحضور کی ذات سے معلوم ہوتا تھا۔ مگر آپ کے وصال کے بعد آپ کے صحابہؓ کے ہاتھ پر پوری ہوئیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ امتحان عارضی نوعیت رکھتے ہیں ان کی وجہ سے خدائی قافلہ رک نہیں سکتا یہ چلتا چلا جائیگا اور خدا ان امتحانوں اور ابتلاؤں کے بعد پھر خوشی راحت اور غلبے کا وقت لائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے

لنبدلنکم من بعد خوفکم امنا (تذکرہ صفحہ ۸۳۴)

پہلے بھی خوف آئے اور خدا نے فضل سے بدل دیئے اور اب بھی ایسا ہی ہوگا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے پاؤں میں ذرا بھی لغزش نہ آئے اور ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے آگے ہی آگے قدم بڑھاتے چلے جائیں حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی وفات کے تعلق میں ان بیش قیمت ارشادات کے بعد حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی نے سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رقم فرمودہ افتتاحی تقریر پڑھ کر سنائی اور ایک پُرسوز اجتماعی دعا کیساتھ جلسہ سالانہ کے افتتاح کا اعلان فرمایا۔

جلسہ سالانہ پہلے دن کے دوسرے اجلاس کے اختتام پر جنازہ مقرر کر دیا گیا تھا ڈھائی بجے بعد دوپہر کے قریب جنازہ مقبرہ بہشتی کے میدان میں لا کر رکھ دیا گیا جہاں احباب جماعت ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو چکے تھے احباب نے ایک خاص نظام اور ترتیب کے ماتحت حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے نورانی چہرہ کی زیارت کی۔ احباب کئی کئی قطاروں میں چہرہ دیکھتے ہوئے جنازے کے پاس سے گذر کر بہشتی مقبرہ کے وسیع و عریض میدان میں صف بصف کھڑے ہو جاتے تھے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور امراء جماعت ہائے احمدیہ کو پہلی صف میں جگہ دی گئی۔ پونے چار بجے جبکہ ہزاروں ہزار احباب چہرہ دیکھ چکے تھے جنازہ احباب کی صفوں کے سامنے عین اس جگہ اٹھا کر رکھا گیا جہاں حضرت اماں جان نور اللہ مرقدھا کا جنازہ رکھا گیا تھا۔ چار بجے سہ پہر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں احباب اس قدر کثیر تعداد میں شریک ہوئے کہ مقبرہ بہشتی کا وسیع و عریض میدان صفوں میں کھڑے ہوئے احباب جماعت سے تقریباً بھر اٹھا ہر چند کہ جنازے کی چارپائی کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھ دیئے گئے تھے پھر بھی یہ ممکن نہ تھا کہ سارے ہی احباب جنازے کو کندھا دے سکیں۔ اس لئے صرف خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور امراء جماعت ہائے احمدیہ کو جنازہ اٹھانے کی اجازت دی گئی۔ باقی احباب صرف چارپائی کو ہاتھ لگا کر ہی دوسرے احباب کو موقع دینے کے لئے پیچھے ہٹ جاتے تھے۔ اس طرح جنازہ حضرت اماں جان نور اللہ مرقدھا کے مزار مقدس کی چار دیواری کے اندر لے جایا گیا۔ جہاں حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے جسد مبارک کو تابوت کے اندر رکھ کر قبر میں اتارا گیا۔ تابوت کو قبر کے اندر اتارنے میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حصہ لیا۔ قبر تیار ہونے پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے دعا کرائی اور اس طرح اس مقدس وجود کا جسد خاکی جو خدا تعالیٰ کے عظیم الشان نشانوں میں سے ایک نشان اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زندہ و درخشندہ ثبوت تھا۔ جس کی پیدائش خدا کی بشارت کے ماتحت ہوئی اور جس نے نہایت مہتم بالشان طریق پر خدمت اسلام اور خدمت سلسلہ میں ساری زندگی گذاری ہزاروں ہزار احباب کی غمناک آنکھوں اور افسردہ دلوں کے درمیان سپرد خاک کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (ملخص از ضمیمہ الفضل ۲۸/۱۲)

حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضؓ کا وصال ناگہانی

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

کچھ تارے ڈوبتے دیکھے ہیں | اک اور ستارہ ڈوبا ہے
تاریکیٔ شب کا کیا ہوگا | وہ نور طائرِ طوبےٰ ہے

مہتاب شرافت کیا کہنا | یہ شانِ فضیلت کیا کہنا
چالیس ہزار جہلاء کے ہیں | اِک اک جو کروبا ہے

پس ملک رضا شاہ ہوئے | اور مہدی کے ہمراہ ہوئے
مداحِ فضائلِ فطری کا | ہاں پاک وہند اروبا ہے

قاضی کی قضا جب آئی | جمعیت پاکاں بھی لائی
تقدیر کا لکھا پورا ہوا | کیا یہ کوئی منصوبہ ہے

عمر اُن کی خلافِ توقع ہے | خدماتِ دیں کا تنوع ہے
ہر خطرہ سے وہ بچ نکلے | قدرت کا یہ اعجوبہ ہے

احمدؐ کے دُلارو صبر کرو | ہر بات پہ اپنے جبر کرو
اسلام کو ہر سُو پھیلاؤ | یہ دینِ ہدیٰ محبوبہ ہے

جب صبر نے دل میں جا پائی | تو ابن مغفور آواز آئی!
۱۳۸۱ = ۲ + ۱۳۷۹
آ خلد میں داخل ہو اکمل | یہ اللہ کا منصوبہ ہے

۱۳۸۱

ربوہ میں اسلام اور احمدیت کے ۸۵ ہزار فدائیوں کا عظیم الشان سالانہ اجتماع

ربوہ :- اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کا سترواں جلسۂ سالانہ جو ربوہ کی مقدس سرزمین میں ۲۶ر دسمبر ۱۹۶۱ء کی صبح کو شروع ہوا تھا دعاؤں، ذکر الٰہی اور انابت الی اللہ کے روح پرور ماحول میں ذوق و شوق اور ولولۂ عشق اور فدائیت و للہیت کی مخصوص روایات کے ساتھ تین روز تک جاری رہنے کے بعد مورخہ ۲۸ر دسمبر ۱۹۶۱ء کو سہ پہر کے وقت آئندہ سال پھر انعقاد پذیر ہونے کے لئے نہایت درجہ کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوگیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک :

خدائی وعدوں اور بشارتوں کے عین مطابق شمع احمدیت کے پروانے ذوق و شوق اور ولولۂ عشق کے بے پناہ جذبے سے سرشار ہوکر دیوانہ وار اس کثرت سے اپنے مرکز میں کھنچے چلے آئے کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس مقدس سرزمین کی مقناطیسی کشش نے ایک جہان کو کھینچ کر اپنے اندر سمیٹ لیا ہے۔ لنگر خانوں میں تقسیم ہونے والے کھانے پرائیویٹ رہائش گاہوں میں اپنے طور پر قیام و طعام کا انتظام کرنے والوں جلسے کے انتظام کو چلانے والے کارکنوں اور مقامی باشندوں کے اعداد و شمار سے جو اندازہ لگایا گیا ہے اس کی رو سے امسال اسلام و احمدیت کے قریباً ۸۵ ہزار فدائیوں نے جن میں مرد عورتیں اور بچے سب شامل تھے اس میں شریک ہوکر خدائے واحد کے نام کی تقدیس بلند کرنے اور اجتماعی ذکر الٰہی کی برکات سے متمتع ہونے کی عظیم الشان سعادت حاصل کی۔ یہ تعداد گذشتہ سال شامل ہونے والوں کی تعداد سے کئی ہزار زیادہ ہے۔ اس طرح اللہ تعالےٰ نے یاتون من کل فج عمیق کا وعدہ ایک دفعہ پھر نہایت بالشان طریق پر پورا کر دکھایا۔ اور بحقیقت ایک دفعہ پھر دنیا پر پوری شان کے ساتھ آشکارا ہوگیا کہ مسیح پاک علیہ السلام کے انفاس قدسیہ نے حیات نو سے ہمکنار کیا ہے وہ حیات جاوداں کا درجہ رکھتی ہے

ذکر الٰہی اور پُرسوز دعائیں

ہمارے جلسہ سالانہ کی ایک نمایاں خصوصیت جو اسے دوسرے تمام اجتماعوں سے ممتاز کرنے کا باعث ہے۔ وہ ربانی باتوں کے وہ اذکارِ مقدس اور اجتماعی ذکر الٰہی کے وہ انمول مواقع ہیں جن سے یہ جلسہ ہزاروں ہزار فرزندانِ احمدیت کو بہرہ یاب کرتا ہے۔ اور جن کے زیر اثر وہ تعلق باللہ کی ایک نئی لگن اور خدمت دین کا ایک نیا جوش اور نیا عزم اور نیا ولولہ لے کر اپنے گھروں کو واپس لوٹتے ہیں۔ چونکہ امسال جلسہ سالانہ ۲۶ر دسمبر کو اس حال میں شروع ہوا کہ عین اسی روز صبح حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ جن کا وجود مقدس اللہ تعالےٰ کے عظیم الشان نشانوں میں ایک نشان اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی صداقت پر ایک برہان کی حیثیت رکھتا تھا خدائی مشیت اور ارادے کے ماتحت اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ اس لئے احباب پر اس صدمۂ عظیم کی شدت کے باعث سوز و گداز اور رقت کا ایک خاص عالم طاری تھا۔ چنانچہ یہ امر دعاؤں ذکر الٰہی اور انابت الی اللہ کی مخصوص کیفیت کو اور بھی فزوں تر کرنے کا باعث ہوا۔ اور احباب نے یہ تین روز اور بھی زیادہ توجہ انہماک اور تعہد و عزم کے ساتھ ربانی باتوں کے اذکار مقدس سننے اور ہر آن ذکر الٰہی کرنے میں بسر کئے۔

چنانچہ انہوں نے جلسے کے مبارک ایام میں اہم دینی اور علمی موضوعات پر ایمان افروز تقاریر سننے کے علاوہ راتیں بیداری اور اپنے مولیٰ کے حضور آہ و زاری میں بسر کیں۔ ربوہ کی مساجد میں سے بالخصوص مسجد مبارک اور مسجد محمود میں ہر شب التزام کے ساتھ باجماعت نماز تہجد بھی ادا کی گئی جو علی الترتیب مکرم حافظ محمد رمضان صاحب فاضل اور مکرم حافظ عبدالسلام صاحب وکیل المال تحریک جدید نے پڑھائی۔ آخری حصہ شب میں یہ دونوں مسجدیں نمازیوں سے اس طرح پر ہوتیں کہ لوگوں کو ان میں جگہ ملنی مشکل ہو جاتی۔ اور بہت سے احباب کو کھلے صحن میں ہی نماز تہجد ادا کرنی پڑتی۔ بالخصوص مسجد مبارک جو ان دنوں مرجع خاص و عام بنی ہوئی تھی اپنی وسعت کے باوجود سخت ناکافی ثابت ہوئی۔ نہ صرف روزانہ نماز تہجد کے وقت مسجد کا مسقف حصہ پُر ہو جاتا تھا۔ بلکہ مسجد میں داخل ہونے والے مشرقی دروازوں تک صحن میں نمازیوں کی کثرت کا یہ عالم ہوتا کہ تل دھرنے کو بھی جگہ نظر نہ آتی۔ ہر چند کہ نصف حصہ صحن پر شامیانے لگے ہوئے تھے تاہم جن احباب کو ان کے نیچے بھی جگہ نہ ملتی تھی تو وہ شدید سردی کے باوجود کھلے صحن کے سیمنٹ سے تیار شدہ ٹھنڈے اور یخ فرش پر ہی نماز ادا کرنے میں کوئی مضائقہ نہ سمجھتے۔ ان کا ذوق و شوق اور ولولۂ عشق کا بے پناہ جذبہ انتہائی شدید سردی اور اس کے طبعی خطرات کو کبھی لانے کے لئے تیار نہ تھا چنانچہ بیشمار دوست اسی حالت میں ہی نماز تہجد ادا کرتے اور پھر اسی محویت اور مذاہیت کے عالم میں ادا کرتے کہ انہیں کسی دکھ یا تکلیف کا مطلقاً احساس نہ ہوتا اسی حالت میں وہ سجدوں کے دوران اللہ تعالےٰ کے حضور اس قدر گڑ گڑا کر دعائیں کرتے رہتے کہ مسجد ہچکیوں اور سسکیوں کی دردناک آوازوں سے گونج رہی ہوتی تھی۔ اس طور سے مسلسل تین دنوں تک اللہ تعالےٰ کے حضور دنیا میں غلبۂ اسلام اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت یابی کے لئے نہایت درد و الحاح اور سوز و گداز سے اجتماعی دعاؤں کی توفیق ملنا بذات خود جلسہ سالانہ کی عظیم الشان برکات میں سے ایک عظیم برکت ہے جو خوش نصیب ہیں وہ ہزاروں ہزار احباب جنہیں اجتماعی دعاؤں کے یہ بیش بہا اور انتہائی قیمتی مواقع میسر آئے۔ پھر نماز تہجد کے علاوہ نظارت اصلاح و ارشاد کے زیر اہتمام مسجد مبارک میں بعد نماز فجر قرآن مجید کے خصوصی درس کا انتظام بھی کیا گیا تھا جو مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس التزام کے ساتھ دیتے رہے۔ الغرض جلسے کے ایام میں ہر آن اس کثرت سے ذکر الٰہی بلند ہوتا رہا کہ ربوہ کی مقدس سرزمین ہزاروں ہزار مومنین کی سجدہ گاہ بنی رہی

علوم و معارف کا غیر معمولی تذکرہ

جلسہ سالانہ کے مواقع پر حسب معمول دن کے اوقات میں مجموعی طور پر اجلاس منعقد ہوتے جن میں ہزاروں ہزار فرزندانِ احمدیت کو علوم و معارف سے بہرہ یاب ہونے کے انمول مواقع میسر آئے اور اس طرح ان کے ایمانوں کو ایک نئی پختگی قلوب و اذہان کو ایک نئی جلا اور روحوں کو ایک نئی تازگی نصیب ہوئی۔ اگرچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز علالت کے باعث اجلاسوں میں تشریف نہیں لا سکے۔ لیکن حضور نے باوجود ناسازیٔ طبع کے افتتاحی تقریر اور اختتامی خطاب ہر دو خود لکھ کر ارسال فرمائے جن میں حضور کی زیر ہدایت حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے جلسہ سالانہ کے علی الترتیب پہلے اور آخری اجلاس میں ایسی پرشوکت آواز اور پُر درد لہجے میں پڑھ کر سنایا کہ ہزارہا قلوب جو حضور کی زیارت اور براہ راست خطاب سے محرومی پر پہلے ہی انتہائی گداز حالت میں تھے تڑپ اٹھے احباب نے حضور کی املا کردہ اور روح پرور تقاریر انتہائی ذوق و شوق اور ولولۂ عشق کے عالم میں سنیں۔ اور پھر ان کے زیر اثر ان پر وارفتگی کا وہ عالم طاری ہوا کہ جسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ بالخصوص حضور کے املا کردہ اختتامی خطاب سماعت کرتے وقت احباب کی وارفتگی اور کیف و سرور کا یہ عالم تھا کہ فضا بار بار بے ساختہ نعرۂ تکبیر اور حضرت فضل عمر زندہ باد احمدیت زندہ باد کے پرجوش نعروں سے گونج اٹھتی تھی افتتاحی اجلاس میں ہزاروں ہزار احباب اس حال میں ہمہ تن گوش بنے حضور کی تقریر سننے میں محو تھے۔ کہ ان کے دل اور ان کی روحیں آستانۂ الوہیت پر سجدہ ریز ہوکر حضور کی کامل و عاجل شفایابی اور درازیٔ عمر کے لئے نہایت عاجزانہ اور دردمندانہ دعاؤں میں مصروف تھیں۔ حضور کی املا کردہ اس پر معارف ایمان افروز اور روح پرور تقریر کے آخر میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے بھی ایک مختصر لیکن نہایت جامع اور پُرسوز دعائیہ خطاب سے سامعین کو نوازا اور جلسہ کے اختتام کا اعلان کرنے سے قبل درد و سوز میں ڈوبی ہوئی ایک ایسی لمبی اجتماعی دعا کرائی۔ کہ جو اپنے اثر و جذب ... قلوب و اذہان کے تزکیہ و تطہیر کے اعتبار سے خاص شان کی حامل تھی۔

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی ہر دو روح پرور تقاریر کے علاوہ امسال بھی "ذکر حبیب" کے موضوع پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے مورخہ ۲۷ر دسمبر کے صبح کے اجلاس میں جو محترم جناب شیخ بشیر احمد صاحب جج مغربی پاکستان ہائی کورٹ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ ایک نہایت ایمان افروز تقریر ارشاد فرمائی اور یہ تقریر بھی اپنی اثر انگیزی اور جذب و کشش کے باعث ایک خاص شان کی حامل تھی۔ ... پُر شوق سامعین کے لئے ایک خاص رنگ میں تزکیہ نفوس اور تطہیر قلوب کا باعث بنی۔ آپ نے جس اچھوتے انداز اور پُر درد اور پُرشوکت لہجے میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی سیرت طیبہ و اوصاف حمیدہ اور اخلاق فاضلہ پر روشنی ڈالی۔ اس سے ہر دل تڑپ اٹھا۔ اور ہر فرد جذبۂ عشق سے سرشار ہوکر جھومنے لگا۔ اسی طرح اجلاس محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے جذبۂ عشق سے سرشار ہوکر سرور کائنات خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور سیرۂ مقدسہ پر ایسے اچھوتے انداز سے روشنی ڈالی اور ایسے عاشقانہ انداز اور محبت بھرے الفاظ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب اور آپ کے احسانات کا تذکرہ کیا کہ جو سامعین

پر ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہوگئی اور وہ جذبۂ عشق سے سرشار ہو کر جھومنے اور سر دُھننے لگے۔ علاوہ ازیں محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر تحریک جدید نے "اسلام مغربی افریقہ میں" کے موضوع پر محترم جناب شیخ بشیر احمد صاحب نے "آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج" کے موضوع پر۔ محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب صدر شعبۂ نفسیات کراچی یونیورسٹی نے "ہستی باری تعالیٰ جدید سائنسی معلومات کی روشنی میں" کے موضوع پر محترم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ وکیل التعلیم تحریک جدید نے "تبلیغ اسلام اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں" کے موضوع پر نہایت عمدہ، پُر مغز اور فاضلانہ تقاریر کیں۔ جو ہزاروں ہزار احباب جماعت کے لئے ازدیادِ علم اور ازدیادِ ایمان کا باعث ثابت ہوئیں۔ الغرض حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایمان افروز روح پرور، جان بخش اور پر معارف تقاریر نیز حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا [illegible] ذکر حبیب اور علمائے سلسلہ کی دیگر تقاریر روحانی نعمتوں کے وہ الوان نعمت تھے جن سے مستفیض ہونے کے لئے انسان اپنا سب کچھ بھی لٹا دے تو کم ہے۔ وہ ہزار ہا نفوس جنہیں اس بابرکت موقعہ پر روحانی خزائن سے اپنی جھولیاں بھرنے کی سعادت میسر آئی۔ اپنی خوش بختی پر جس قدر بھی فخر کریں کم ہے۔

جلسہ سالانہ کے ان عام اجلاسوں کے علاوہ جو پروگرام کے مطابق جلسے کے تینوں روز دن کے مقررہ اوقات میں منعقد ہوتے رہے رات کے وقت مختلف اوقات میں تین اجلاس منعقد ہوئے۔ ان میں سے ایک اجلاس مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے زیر اہتمام محترم جناب شیخ بشیر احمد صاحب جج مغربی پاکستان ہائی کورٹ کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں مقامی بچاس سے بھی زیادہ مختلف بولیوں میں صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تقاریر ہوئیں۔ علاوہ ازیں جامعہ احمدیہ ربوہ کی مجلس مذاکرہ علمیہ اور الجمعیۃ کے سالانہ اجلاسوں کا انعقاد عمل میں آیا۔ بالخصوص الجمعیۃ العلمیہ کے اجلاس میں بعض غیر ملکی طلبہ نے بھی تقاریر کیں۔

مختلف قوموں اور نسلوں کا اجتماع

پھر ہمارا یہ جلسہ حسب سابق امسال بھی ایک اور ایمان افروز منظر دنیا کے سامنے پیش کرنے کا باعث بنا اور وہ یہ کہ اس موقعہ پر ایک ایسا عظیم الشان اجتماع دیکھنے میں آیا جو دنیا کی مختلف قوموں اور مختلف نسلوں سے تعلق رکھنے والے اسلام اور احمدیت کے ہزاروں ہزار فدائیوں پر مشتمل تھا نہ صرف پاکستان کے کونے کونے سے آئے ہوئے ہزار ہا احباب نے اس بابرکت جلسہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ بلکہ دنیا کے مختلف ممالک کے وہ طلباء بھی جو علم دین حاصل کرنے کی غرض سے مرکز سلسلہ میں آئے ہوئے ہیں اس جلسہ میں شمولیت کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوئے۔ چنانچہ اس جلسہ میں چین، جاپان، سنگاپور، انڈونیشیا، جزائر فجی۔ ماریشس، مشرقی افریقہ، نائیجیریا، جرمنی، انگلستان اور امریکہ کے طلباء بھی اپنے پاکستانی بھائیوں کے دوش بدوش جلسہ میں موجود تھے۔ اتنی قوموں اور نسلوں کے افراد کا جلسہ میں موجود ہونا مسیح پاک علیہ السلام کی صداقت کو دنیا پر روز روشن کی طرح عیاں کر رہا تھا۔ کیونکہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر خاص جلسہ سالانہ کے تعلق میں مختلف قوموں اور [illegible] کی سعید روحوں کے کھنچے چلے آنے کی بشارت دی تھی۔

(الفضل ۱۴/۱ ۶۱ ۳)

تبصرہ

ماہنامہ مصباح ربوہ کا خاص نمبر

ماہنامہ مصباح ربوہ کا زیر نظر خاص نمبر ماہ دسمبر ۱۹۶۱ء و جنوری ۱۹۶۲ء کا شمارہ ہے جس میں تربیت اولاد، خانہ داری اور کشیدہ کاری کے بہترین عنوانات پر مستند و قابل مطالعہ اور مفید مضامین اور کڑھائی کے بیلوں وغیرہ کے بارہ میں اچھی خاصی معلومات جمع کی گئی ہیں۔ ڈیڑھ سو صفحہ کا یہ مجموعہ بڑی محنت اور خاص جدوجہد سے تیار کیا گیا ہے۔ جس میں ارشادات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا تبلیغ کے بارہ میں تازہ پیغام جو الفضل میں قریب ہی شائع ہوا تھا۔ اور بدر میں بھی نقل ہوا نمبر کا مصدر کیا گیا ہے۔ بچوں کی نیک تربیت کے عنوان سے قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا جامع اور ضروری نوٹ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی قلم سے روایات کے ضمن میں تربیت کی بیش قیمت ہدایات رسالہ کی حسن الابتداء ہے۔ اس کے بعد علماء سلسلہ و خواتین کے ملبی بلند پایہ مضامین جن میں بڑا ذخیرہ تعلیم و تربیت اور امور خانہ داری کا جمع ہے۔ آخر میں تمام قسم کے پھولوں، بیلوں وغیرہ کے نمونے دیئے گئے ہیں جو خواتین کی خاص دلچسپی اور دلپسندی کا حصہ ہے جنہیں بڑے سلیقہ سے منتخب کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں جا بجا عمدہ مختصر کہانیوں لطائف اور شعراء سلسلہ کے منظوم کلام نے رسالہ کو زینت ۲۲

دی گئی ہے۔ الغرض مصباح کا یہ خاص نمبر ہر گھر میں رکھنا اور پڑھا جانے کے قابل ہے اس خاص نمبر کی قیمت دو روپیہ ہے۔ ویسے رسالے کا سالانہ چندہ چھ روپیہ ہے۔

لبسنہ ضلع رائے پور (ایم۔ پی) میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ماہ نومبر کے اواخر میں مکرم گیانی عباد اللہ صاحب اپنے رشتہ داروں کی ملاقات کے سلسلے یہاں لبسنہ میں تشریف لائے۔ بہت سے غیر از جماعت دوستوں نے مجھ سے کہا کہ ہم گیانی صاحب کی تقریر سننا چاہتے ہیں۔ چنانچہ میں نے یکم دسمبر کو بعد عصر ۴ بجے ایک باقاعدہ جلسہ کا پروگرام مرتب کیا جس کے لئے بہت سے مقامی دوستوں کو دعوت دی گئی۔ چنانچہ کثرت کے ساتھ لوگ آئے جن میں زیادہ تر ہندو سکھ دوست شامل تھے۔ جلسہ کی کارروائی مقامی ایم۔ ایل۔ اے جناب جیدو ست پنچ صاحب کی صدارت میں عمل میں آئی۔ مکرم محمد اسحٰق صاحب ہیڈ ماسٹر اردو سکول نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم سے

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے

خوش الحانی سے سنائی ان کے بعد میرے بیٹے سید جلال الدین نے سے

جمال و حسن قرآن نور جان ہر مسلماں ہے

خوش الحانی سے سنائی جس کا پبلک پر اچھا اثر ہوا۔ اس کے بعد جناب گیانی صاحب نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر ایک گھنٹہ تک پُر اثر تقریر فرمائی۔ جس میں حضور کا دوسروں سے حسن سلوک نہایت عمدہ پیرایہ میں بیان کیا۔ تمام سامعین نے خدا کے فضل سے بڑے شوق کے ساتھ تقریر کو سنا۔ جناب صدر جلسہ نے بھی آدھ گھنٹہ صدارتی تقریر کی۔ اور گیانی صاحب کی تقریر پر خوشی اور مسرت کا اظہار کیا

جلسہ میں لاؤڈ سپیکر کا اچھا انتظام تھا۔ دیگر انتظامات جلسہ میں ایک مقامی ہندو دوست شری رتی رام جی نے بہت تعاون کیا۔ جس پر وہ ہمارے خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔

خاکسار ڈاکٹر سید جلال الدین پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لبسنہ

لبسنہ (مدھیہ پردیش) میں حضرت بابا نانکؒ کی سیرت پر کامیاب تقریر

لبسنہ ۲۰ دسمبر۔ پچھلے دنوں جبکہ مکرم گیانی عباد اللہ صاحب یہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۶۱ء کو حضرت بابا گورونانکؒ کے جنم دن کے سلسلے میں یہاں سے بارہ میل دور بمقام سراٹو پال کے سکھ دوستوں نے بڑی محبت کے ساتھ ہمارا استقبال کیا۔ اور موٹروں میں سوار کر کے ایک جلوس کی شکل میں قیامگاہ تک لے گئے۔ جہاں سکھ دوستوں کی خواہش پر مکرم گیانی صاحب نے حضرت بابا نانکؒ کی سیرت اور مسلمانوں کے ساتھ آپؒ کے خوشگوار تعلقات پر ایک مؤثر تقریر کی۔ سکھ سامعین نے تقریر کو بہت پسند کیا۔

اس تقریر کا ایسا اچھا اثر ہوا کہ مقامی ہندو دوست بھی گیانی صاحب کو اپنے گھر بلا کر لے گئے اور چائے سے تواضع کی۔ پھر آٹھ بجے شام سکھ دوستوں کی دعوت پر ایک بڑے مجمع میں جناب گیانی صاحب نے تقریر کی۔ اس موقع پر آپ نے جماعت احمدیہ کے نقطۂ نگاہ سے حضرت بابا نانکؒ کی سیرت و سوانح کے علاوہ حضرت رامچندر جی اور حضرت کرشن علیہما السلام کی سیرت پر بھی روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ جس طرح باقی دنیا میں اپنے اپنے وقتوں میں روحانی پیشوا آئے بھارت دیش میں خدا تعالیٰ نے ان برگزیدہ بندوں نے نیکی و روحانیت کا سبق دیا۔ جب آپ مقررہ وقت کے مطابق تقریر ختم کر چکے تو حاضرین نے درخواست کی کہ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ چنانچہ ان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے مکرم گیانی صاحب نے مزید وقت میں ایسے ہی عمدہ خیالات کا اظہار کیا۔ جو سبھی حاضرین کی دلچسپی اور خوشی کا باعث ہوئے۔

مکرم گیانی صاحب کی اس تقریر کا اثر یہاں کے ہندو سکھ دوستوں کے علاوہ مسلمانوں پر بھی بہت اچھا ہوا۔ حتیٰ کہ یہاں کے مسلمان صاف طور پر کہنے لگے کہ ہمارے مولوی لوگ تو لبسنہ آتے ہیں صرف چندہ لیتے ہیں اور چلتے بنتے ہیں۔ مگر یہ لوگ اسلام کی حقیقی اور بے لوث خدمت کرتے ہیں!! الحمد للہ علیٰ ذالک۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب تقاریر کے بہترین نتائج پیدا فرمائے۔ اور سعید روحوں کے سینے حق کے قبول کرنے کے لئے دل کھول دے۔

خاکسار ڈاکٹر سید جلال الدین صدر جماعت احمدیہ لبسنہ ضلع رائے پور ایم۔ پی

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا (تحریم رکوع)

اے مومنو اپنی جانوں کو اور اپنے اہل کو بھی ہر قسم کی آگ سے بچاؤ

دینی اور دنیوی مشکلات پر صرف دعا کے ذریعہ ہی غلبہ حاصل ہو سکتا ہے

قبولیت دعا کی شرائط اور بعض شبہات کا ازالہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ایک اہم غیر مطبوعہ تقریر

فرمودہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۳۰ء ـــ بمقام قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج سے ۳۰ سال قبل ۲۷ر دسمبر ۱۹۳۰ء کو قادیان میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر سورۂ تحریم کے پہلے رکوع کی نہایت لطیف تفسیر فرمائی تھی۔ اس تقریر کا ملخص اگرچہ انہی دنوں ۳۱ر جنوری ۱۹۳۱ء کے الفضل میں شائع کر دیا گیا تھا مگر سورۂ تحریم کے پہلے رکوع کی تفسیر شائع نہیں ہو سکی تھی۔ اس تفسیر کا وہ حصہ اخبار الفضل میں شائع ہوا ہے جو قوا انفسکم واھلیکم نارًا سے تعلق رکھتا ہے جسے افادۂ احباب کی خاطر ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

تشہد و تعوذ کے بعد حضور نے سورۂ تحریم کے پہلے رکوع کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں نے ابھی جو آیات پڑھی ہیں۔ ان میں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا اے مومنو! اپنی جانوں کو اپنے اہل کو بھی ہر قسم کی آگ سے بچاؤ یعنی ان خطرناک مصائب اور آفات سے بچاؤ جو انسان کو کچل ڈالتی ہیں۔

نحوی لحاظ سے بعض مفسرین نے لیے بھی آتا ہے اس لئے

نار آگ کے معنے

یہی ہیں کہ وہ عظیم الشان آگ جو انسان کو بھسم کر ڈالنے والی ہے۔ اس سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اور دو چیزوں کو خصوصیت سے بچاؤ۔ ایک تو انفسکم اپنے آپ کو۔ دوسرے اھلیکم اپنے اہل کو۔ انفسکم میں جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ اے مخاطب تو بھی اور تیرے ساتھی بھی ایسا کریں یعنی اپنے آپ کو بھی اور دوسرے ہم عصروں کو بھی آگ سے بچاؤ۔ گویا اس میں تین احکام دیئے گئے ہیں۔

اوّل یہ کہ ہر قسم کے مصائب اور آفات سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

دوسرے اپنے ہم عصروں کو بچاؤ۔

سوم آنے والی نسلوں کو بچاؤ۔

یہ تین ذمہ داریاں ہیں جو خدا تعالیٰ نے مومنوں پر رکھی ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جب تک کسی کو خدا تعالیٰ نے خاص طور پر یہ نہ کہہ دیا ہو

کہ تو اب برائی کی طرف لوٹ ہی نہیں سکتا اس وقت تک ہر مومن اس آیت پر عمل کرنے کا پابند ہے۔ انبیاء کو تو خدا تعالیٰ نے ہر قسم کی نار سے بچا لیا ہے۔ لیکن باقی لوگ خواہ کسی درجہ کے ہوں۔ اور ولایت کے کتنے ہی اعلیٰ مقام پر پہونچے ہوئے ہوں۔ جب تک الہام کے ذریعہ انہیں خدا تعالیٰ نے یہ نہ بتا دے کہ تم خطرہ سے نکل چکے ہو۔ اس وقت تک خطرہ میں ہی ہوتے ہیں۔ اور اس امر کا امکان ہوتا ہے کہ وہ ٹھوکر کھا کر اس مقام سے گر نہ جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ

بلعم بعور کا ذکر

کیا کرتے تھے جو بڑا پرہیزگار مشہور تھا۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف بددعا کی۔ اور اس لئے کی کہ جس بادشاہ نے اسے بددعا کرنے کے لئے کہا تھا اسے ہدایت حاصل ہو جائے۔ اس پر خدا تعالیٰ نے اس کا ایمان ضائع کر دیا۔ غرض ایسے مقام پر پہونچ کر بھی انسان گر جاتا ہے اور سوائے ان لوگوں کو جن کو خدا تعالیٰ کہہ دے کہ تم کلی طور پر محفوظ ہو گئے ہو۔ اور وہ نبی ہوتے ہیں۔ یا وہ جنہیں خدا تعالیٰ الہاماً بتا دے۔ اور لوگ اس خطرہ سے آزاد نہیں ہو سکتے۔ لیکن اس آیت سے

یہ بھی معلوم ہوتا ہے

کہ ہم اگر چاہیں تو خطرات کے مقامات سے بچ سکتے ہیں۔

پس جہاں یہ انذار ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس میں یہ بتایا ہے کہ خواہ کسی حالت میں اور کسی مقام پر تم پہونچے ہوئے ہو۔ ڈرو وہاں اس میں یہ بشارت بھی دی گئی ہے کہ تم ان خطرات سے بچ سکتے ہو۔ ورنہ اگر ہم بچ نہیں سکتے تھے۔ تو خدا تعالیٰ نے یہ کیوں کہا کہ بچو ان سے صاف ظاہر ہے کہ انسان خواہ کسی حالت میں ہو۔ وہ یقینی رکھے کہ بچ سکتا ہے کیونکہ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے انسان کو کہا جاتا ہے کہ بچو تو اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ بچ سکتا ہے پس قوا انفسکم واھلیکم نارا سے ظاہر ہے کہ ہم ہر قسم کی مصیبت سے بچ سکتے ہیں۔ خواہ وہ کتنی بڑی مصیبت کیوں نہ ہو۔ کیونکہ

ہمارے بچنے کا سہارا

سب سے بڑا ہے۔ بہت لوگ ہوتے ہیں۔ جو معمولی ٹھوکر کھانے کے بعد سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ اب وہ نہیں بچ سکتے۔ مگر خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ تم بڑی سے بڑی ٹھوکر کھا کر بھی بچ سکتے ہو۔ خواہ تم انتہائی گڑھے میں گر چکے ہو۔

یہاں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ فلاں آگ سے بچو۔ دینی سے یا دنیوی سے۔ اس لئے

دونوں آگیں مراد ہو سکتی ہیں

اس سے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ تم قوم کی اقتصادی تعلیمی اور معاشرتی حالت کے متعلق جس قدر خطرات ہوں یا صحت اور عزت وغیرہ سے تعلق رکھنے والے جس قدر خطرات ہوں۔ ان سب سے بچو۔ اور یہ بھی کہ دین کے متعلق تمام قسم کے خطرات سے اپنی حفاظت کرو۔ پس یہاں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ مومن کو چاہیئے کہ ہر قسم کے خطرات سے اپنے آپ کو بچائے۔ خواہ وہ خطرات دینی ہوں یا دنیوی۔ اسی طرح وہ اپنے ساتھ والوں کو بھی بچائے۔

اس زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ چاروں طرف

مصیبت کی ایک آگ

لگی ہوئی ہے۔ اور یہ ایسی نرالی آگ ہے کہ جس کی زد سے کوئی چیز بھی محفوظ نہیں ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو طاعون آگ کی شکل میں دکھائی گئی تھی۔ اور پھر آپ کو یہ الہام بھی ہوا کہ آگ تیری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ غلام کے معنے حکم ماننے والے کے ہوتے ہیں۔ اس میں خدا تعالیٰ نے بتایا کہ اس وقت مومن جماعت کو ہم نے ساری مصیبتوں پر غالب آنے کی طاقت بخش دی ہے۔ پس

ہمارا فرض ہے

کہ ہم اپنے آپ کو۔ اپنے عزیزوں کو اور اپنی اولادوں کو ہر قسم کی آگ سے بچائیں۔ پھر نہ صرف موجودہ زمانہ کی اصلاح کریں بلکہ آئندہ زمانہ کا بھی فکر رکھیں۔

یہ ایسی آگیں ہیں جن کے متعلق تمام انبیاء خبر دیتے چلے آئے ہیں۔ احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر سارے انبیاء اس کی خبر دیتے رہے ہیں۔ اب سوچ لو کہ اس آگ کے لئے جس کی خبر اتنی دیر سے چلی آ رہی ہے کتنے پانی کی ضرورت ہے۔ یہ تو آپ لوگوں کو معلوم ہی ہوگا کہ زیادہ آگ پر اگر تھوڑا سا پانی ڈالا جائے۔ تو وہ اسے

اور زیادہ بھڑکا دیتا ہے

پس ہمارا فرض ہے کہ اس آگ پر اتنا پانی ڈالیں کہ یہ بجھ جائے۔ ورنہ تھوڑے پانی سے ایک طرف تو ہماری طاقت کم ہو گی۔ اور دوسری طرف آگ زیادہ بھڑک اٹھے گی۔ اس لئے

پہلی چیز

جو ہمیں مدنظر رکھنی چاہیئے وہ یہ ہے کہ ہم ایسی چیز حاصل کریں جو سب سے ساتھ شامل ہوتی ہے اور جس کا ہر موقع اور ہر حال میں ہونا ضروری ہے خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ (۲۵ ع ۶) یعنی اے ہمارے رسول تو ان لوگوں سے کہہ دے کہ میرا رب تمہاری پرواہ ہی کیا کرتا ہے۔ اگر تمہاری طرف سے دعا اور استغفار نہ ہو۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ جو قومیں میرے ذریعہ دینی اور دنیاوی کامیابی حاصل کرنا چاہتی ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ مجھے پکاریں۔ اور مجھ سے

دعا کریں ۔ ورنہ اگر تم دعا سے کام نہ لوگے تو تمہاری خدا تعالیٰ کو پرواہ ہی کیا ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ایک دفعہ یہی الہام ہوا تھا ۔ جس میں اس طرف اشارہ کیا گیا تھا کہ

مسلمان دعا کو بھول گئے ہیں

آپ نے دیکھا کہ ایک بڑا میدان ہے اس میں ایک نالی کھدی ہوئی ہے ۔ اور اس پر بھیڑیں لٹا کر قصاب ہاتھ میں چھری لئے ہوئے بیٹھے ہیں ۔ اور وہ آسمان کی طرف منہ کئے ہوئے حکم کا انتظار کر رہے ہیں ۔ آپ پاس ہی ٹہل رہے ہیں ۔ اتنے میں آپ نے پڑھا قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم یہ سنتے ہی انہوں نے جھٹ چھری پھیر دی ۔ بھیڑیں تڑپتی ہیں اور وہ قصاب انہیں کہتے کہ تم ہو کیا ۔ گوہ کھانے والی بھیڑیں ہی ہو ۔

جو لوگ دعاؤں پر بھروسہ نہیں رکھتے ان کی یہی حالت ہوتی ہے ۔ پس وہ قومیں جو کامیابی حاصل کرنا چاہتی ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ

دعاؤں پر زور دیں

وہ لوگ جو کہا کرتے ہیں کہ مغربی اقوام بھی ہیں جو اکثر خدا کو بھی نہیں مانتیں ۔ وہ کیوں ترقی کر رہی ہیں انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اپنوں اور غیروں کی ایک حالت نہیں ہوا کرتی اپنے بچے کو اگر کوئی لکھنے پڑھنے سے جی چرا کر کھیلتا ہوا دیکھے تو اسے سزا دیتا ہے لیکن غیر کے بچہ کو کچھ نہیں کہتا اور یہ تو اتنی موٹی بات ہے کہ اسے مہاراجہ کشمیر بھی سمجھ گیا تھا ۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

فرماتے تھے کہ ایک دن مہاراجہ صاحب بہت مہربان ہوئے تو کہنے لگے ۔ مولوی صاحب آپ اپنے گھر میں کچھ بت ضرور رکھا کریں ۔ میں نے کہا ۔ مہاراجہ صاحب اسلام میں بت رکھنے منع ہیں کہنے لگے زیادہ نہیں ایک آدھ ہی رکھ لیں ۔ میں نے کہا یہ بھی منع ہے ۔ کہنے لگے اچھا درگا دیوی کا بت ضرور رکھ لیں ۔ میں نے کہا ۔ اس کی بھی اجازت نہیں ۔ کہنے لگے اچھا میں بات سمجھ گیا ۔ یہ میری ریاست ہے ۔ اس کی حدود کے اندر اگر کوئی شرارت کرے تو میں اسے گرفتار کر کے سزا دے سکتا ہوں ۔ لیکن اگر وہ میری ریاست سے باہر چلا جائے تو پھر میں کچھ نہیں کر سکتا اسی طرح آپ درگا کے راج سے نکل چکے ہیں اس لئے وہ آپ کو کچھ نہیں کہتی ۔ لیکن ہمیں تو بہت تنگ کرتی ہے ۔

پس یہ تو ایسی بات ہے کہ اس میں کوئی الجھن ہی نہیں

حقیقت یہ ہے

کہ جو لوگ خدا کو چھوڑ دیتے ہیں ان سے قیامت کو مواخذہ ہوگا ۔ لیکن جو لوگ خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہوئے سستی اور کوتاہی سے کام لیتے ہیں ۔ ان سے گرفت کی جاتی ہے ۔ مثلاً جیسے پہرہ پر مقرر کیا جائے وہ اگر پہرہ سے غیر حاضر ہو جائے تو اسے پکڑیں گے ۔ لیکن دوسرے کو نہیں پکڑیں گے ۔ پس وہ جو اپنے آپ کو خدا کے دین کا پہرہ دار سمجھتے ہیں وہ اگر غفلت کریں تو انہیں پکڑا جائے گا ۔ اور انہیں ضرور سزا ملے گی ۔

ہماری جماعت کے افراد کو چاہیئے

کہ اپنے تمام کاموں میں خواہ کوئی بڑا کام ہو یا چھوٹا ۔ دینی ہو یا دنیوی دعا کی عادت اختیار کریں ۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی کشتی نوح میں لکھا ہے کہ

"تم راستباز اس وقت بنو گے جبکہ
تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے
وقت ۔ ہر ایک مشکل کے وقت ۔
قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو
اپنا دروازہ بند کرو ۔ اور خدا
کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل
پیش ہے اپنے فضل سے مشکل
کشائی فرما ۔ تب روح القدس
تمہاری مدد کرے گی اور غیب
سے کوئی راہ تمہارے لئے
کھولی جائے گی"

غرض ہمارا

کامیابی کا یہ بہت بڑا گر ہے

کہ ہر کام کے شروع کرنے سے پہلے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کر لیا کریں ۔ خدا تعالیٰ نے ہی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تعلیم دے کر ہمیں یہی سکھایا ہے کہ جب کوئی کام کرنے لگو تو خدا تعالیٰ سے مدد طلب کر لیا کرو ۔

غرض دعا خدا تعالیٰ کے ساتھ بندہ کے تعلق کی ایک علامت ہے جب کوئی شخص دیکھے کہ دعا کی طرف اسے رغبت نہیں تو وہ سمجھ لے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ اس کا تعلق کمزور ہو گیا ہے ۔ دعا خدا تعالیٰ کے حضور انسان کی پکار ہے اور وہ کونسا وقت ہو سکتا ہے جب انسان کسی نہ کسی تکلیف میں یا کسی نہ کسی مشکل میں مبتلا نہیں ہوتا ۔ وہ کونسا وقت ہے جب انسان عملاً یا قولاً کسی نہ کسی بات کی خواہش نہیں کر رہا ہوتا ۔ لیکن اگر اسے یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے ہر ایک تکلیف سے بچا سکتا اور اس کی ضروریات کو پورا کر سکتا ہے ۔ اور قرآن اس کے نہایت ہی قریب ہے تو جس طرح ایک بچہ اپنی خواہش اور ضرورت اپنی ماں سے بیان کرتا ہے اسی طرح کیوں نہ انسان خدا تعالیٰ سے کہے کہ تو میری تکلیف کو دور فرما ۔ پس دعا کی طرف رغبت ہونا ثبوت ہے ۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق کا ۔ اور جتنی کسی کو دعا کی طرف رغبت ہوگی ۔ اتنا ہی اسے خدا تعالیٰ سے زیادہ تعلق ہوگا ۔ اور جتنی بے رغبتی ہوگی اتنا ہی تعلق کم ہوگا ۔ مگر

اس کا علاج بھی دعا ہی سے

جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا ملجا ولا منجا منک الا الیک کہ ہر حالت میں خدا تعالیٰ کو ہی اپنی پناہ سمجھنا چاہیئے ۔

اسی طرح جن قوموں میں دعا کا ادب اور احترام اور اس کی عظمت اور قدر پائی جاتی ہے وہ سیدھے راستہ پر چل رہی ہوتی ہیں اور یہ خدا تعالیٰ پر ان کے مضبوط ایمان کی علامت ہوتی ہے ۔ لیکن جن میں یہ بات نہ ہو ۔ وہ روحانی لحاظ سے مردہ ہوتی ہیں مجھے

غیر مبائعین پر افسوس آتا ہے

جب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کی قبولیت پر بھی یقین نہیں رکھتے حالانکہ ان میں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو مجھے دعا کے لئے لکھا کرتے ہیں ایک معزز غیر مبائع ہیں جو ہمیشہ مجھے دعا کے لئے لکھتے رہتے ہیں ۔ ایک دفعہ ان کی ایک مبائع سے مسئلہ نبوت پر بحث ہوئی ۔ تو انہیں کہا گیا کہ آپ دعا کے لئے تو خلیفۃ المسیح کو لکھتے ہیں ۔ لیکن مسئلہ نبوت میں اختلاف رکھتے ہیں ۔ کہنے لگے اس عقیدہ میں تو مولوی محمد علی صاحب سچے ہیں لیکن دعائیں میاں صاحب کی قبول ہوتی ہیں ۔

غرض جن قوموں میں سے دعا کا ادب اور احترام مٹ جاتا ہے وہ مردہ ہو جاتی ہیں پس جب دعا سے رغبت کم ہو اس کی عظمت اور احترام کم ہو تو سمجھ لینا چاہیئے کہ روحانیت کمزور ہو رہی ہے اور اس کا علاج کرنا چاہیئے ۔

دعا کے متعلق یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ دعا قبول ہونے کے لئے دو شرطیں تو ضروری ہیں ۔ ایک تو یہ کہ دعا میں تضرع ہو ۔ عاجزی پائی جائے ۔ انسان اپنے قلب میں اس طرح محسوس کرے کہ میں پگھل رہا ہوں اور بالکل گداز ہو گیا ہوں اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئی بار میں نے یہ مثال سنی ہے کہ جس طرح کباب بنانے والا دیکھتا ہے کہ کباب اندر تک پک گیا ہے یا نہیں ۔ اسی طرح مومن دیکھے کہ دعا کرتے وقت اس کا قلب گداز ہو گیا ہے یا نہیں بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دعا کرتے ہوئے روتے ہیں اور گڑگڑاتے ہیں مگر ان میں حقیقی گداز پیدا نہیں ہوتا ۔ پس دعا کرتے وقت حقیقی تضرع ہو ۔ زبان اور شکل سے تضرع ظاہر ہونے کے علاوہ قلب بھی پگھل رہا ہو ۔ عجز ہو ۔ انکسار ہو ۔ اور انسان یہ سمجھے کہ سوائے خدا تعالیٰ کے اور کوئی کچھ نہیں بنا سکتا ۔ یہ احساس انسان کے ذرہ ذرہ میں ہو چاہے کوئی چھوٹی سے چھوٹی بات ہو ۔ تو بھی انسان یہی سمجھے اور یہی یقین رکھے کہ سوائے خدا کے کوئی اسے پورا نہیں کر سکتا ۔

دوسری شرط یہ ہے

کہ یہ یقین ہو کہ میری دعا ضرور قبول ہو جائے گی ۔ گویا ایک تو یہ یقین ہو کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی کچھ نہیں کر سکتا ۔ دوسرے یہ یقین ہو کہ خدا تعالیٰ ضرور یہ کام کر دے گا ۔ اس یقین سے الگ ہو کر اگر کوئی دعا کرتا ہے ۔ تو وہ درحقیقت دعا نہیں کرتا ۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکفرون (مومن رکوع ۷)

کہ اے میرے بندو خدا کو پکارو مخلصین لہ الدین یہ یقین رکھتے ہوئے کہ فائدہ صرف خدا ہی سے حاصل ہو سکتا ہے (اس کے ایک معنے نتیجہ کے بھی ہیں) اور پھر یہ بھی بندہ یقین رکھے کہ ولو کرہ الکفرون ۔ خدا جس فیصلہ کا ارادہ کرے خواہ ساری دنیا اس کا انکار کرے وہ ہو کر رہتا ہے ۔ پس

ایسی طرز میں دعا کرو

کہ تمہیں یہ یقین ہو کہ نتیجہ صرف خدا ہی کی طرف سے مرتب ہوگا ۔ تم یہ سمجھو کہ پانی پینے سے پیاس نہیں بجھتی بلکہ خدا ہی پیاس بجھاتا ہے ۔ اسی طرح روٹی کھانے سے بھوک دور نہیں ہوتی بلکہ خدا ہی بھوک دور کرتا ہے ۔ کپڑا پہننے سے ننگ نہیں ڈھکتا بلکہ خدا ہی ڈھانکتا ہے ۔ جب یہ یقین اور وثوق پیدا ہو جائے ۔ تو پھر خواہ ساری دنیا سے مقابلہ ہو ۔ ضرور تمہیں کامیابی حاصل ہوگی ۔ اور کوئی اسے روک نہیں سکے گا ۔

اسی طرح دوسری جگہ آتا ہے وما دعاء الکفرین الا فی ضلال (مومن رکوع ۵)

کافر کے معنے ناشکرے اور مایوس کے ہوتے ہیں ۔ پس فرمایا وما دعاء الکفرین الا فی ضلال ۔ جو لوگ خدا سے مایوس ہو جاتے ہیں اور ناشکرے ہوتے ہیں ان کی دعا کبھی نہیں سنی جاتی بلکہ رد کر دی جاتی ہے

خدا تک وہی دعا پہنچتی ہے

جو اس یقین کے ساتھ کی جاتی ہے کہ خدا کے سوا کوئی نتیجہ نہیں نکالتا ۔ اور اس یقین کے ساتھ کی جاتی ہے کہ خدا ضرور دعا قبول کرے گا ۔

دیکھو خدا تعالیٰ نے کس وضاحت کے ساتھ فرمایا ہے ۔

وقال ربکم ادعونی

استجب لکم ان الذین
یستکبرون عن عبادتی
سیدخلون جہنم
داخرین (مومن ع)

اے مومنو! سنو تمہارا رب فرماتا ہے ادعونی استجب لکم مجھ سے دعائیں مانگو میں ضرور تمہاری دعائیں سنوں گا۔ اب (نعوذ باللہ) خدا تعالیٰ تو جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ جب وہ کہتا ہے ادعونی استجب لکم اگر مجھ سے دعا مانگو گے تو ضرور منظور ہوگی۔ تو صاف لفظوں میں یہ فرمایا کہ کوئی استثناء نہیں۔ سو کی سو دعائیں ہی سنی جائیں گی۔ یہ نہیں کہ سو میں سے دس یا بارہ یا ۸۰ یا ۹۰ یا ۹۵ سنوں گا بلکہ یہ بھی نہیں فرمایا کہ سو میں سے ۹۹ سنوں گا بلکہ یہ کہا ہے کہ سو میں سے سو ہی سنوں گا۔ کیونکہ فرماتا ہے وقال ربکم

تمہارا رب یہ کہتا ہے

کوئی معمولی ہستی نہیں کہہ رہی کہ تم کہہ دو کہ وہ اپنا وعدہ پورا نہ کر سکے گی۔ وہ خدا جس نے تمہیں نہایت ہی ادنیٰ حالت سے ترقی دے کر اشرف المخلوقات بنایا وہ کہتا ہے ادعونی استجب لکم تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری سب دعائیں سن لوں گا۔ ہاں ان الذین یستکبرون عن عبادتی وہ لوگ جو میری عبادت کے کام کو بڑا سمجھتے ہیں۔ جو میرے سامنے عجز کرنے سے گریز کرتے۔ اور عبادت کے معاملہ میں کبر سے کام لیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ کام ہم خود کر سکتے ہیں۔ خدا نے کیا کرنا ہے۔ وہ اگر اس دنیا میں کچھ کر لیں تو ہم انہیں محروم نہیں کریں گے۔ کیونکہ

ہمارا یہ بھی قانون ہے

کہ کلاً نمد ھؤلاء وھؤلاء من عطاء ربک وما کان عطاء ربک محظورا (۱۷-۲۱) مگر ان کی روحانیت برباد ہو جائے گی۔ پس اگر کوئی شخص یہ بھی سمجھتا ہے کہ وہ اپنے پاؤں میں جوتی بھی اپنی ہمت اور طاقت سے پہن سکتا ہے۔ اور اس میں خدا تعالیٰ کی مدد کی اسے ضرورت نہیں ہے تو اس کا ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔ میں نے جو یہ کہا ہے کہ خدا تعالیٰ سو کی سو دعائیں ہی سنتا ہے اس سے بعض لوگوں کو خیال پیدا ہوگا کہ

خدا تعالیٰ کہاں ساری دعائیں سنتا ہے

اس سوال پر میں ابھی روشنی ڈالوں گا۔ لیکن اس سے پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ دعا کے لئے جہاں ابتداء میں یہ ضروری ہے کہ انسان کو یہ یقین ہو کہ خدا کے سوا کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ اور یہ بھی یقین ہو کہ وہ میری ہر ایک دعا ضرور سن لے گا۔ دعا کا انتہا کے لئے بھی یہ دو ضروری شرطیں ہیں کہ اول تضرع ہو۔ دوم۔ اعتماد ہو۔ تضرع ہو اس احساس پر کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں ایک ایسا بے بہا خزانہ ملا ہوا ہے کہ اس سے جو چاہوں مانگ لوں۔ اور اعتماد ہو اس امر پر کہ جو دعا کی گئی وہ قبول ہو چکی۔ اگر کسی دعا کا نتیجہ ہمارے منشاء کے مطابق نہ نکلے تو بھی یہی یقین ہو کہ وہ دعا سنی گئی ہے۔ دعا سنی ہی جب جاتی ہے جب انسان اس درجہ پر پہونچ جائے اور پھر اس کی

ہر ایک دعا سنی جاتی ہے

ایک شخص جس کا بیٹا بیمار ہو وہ دعا کرتا ہے کہ الٰہی میرا بیٹا بچ جائے۔ وہ دعائیں کرتا کرتا نڈھال ہو جاتا ہے کہ فرشتہ اترتا ہے۔ اور اس کے بیٹے کی روح قبض کر کے لے جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے بیٹے کی لاش اٹھاتا ہے۔ اور اسے قبر میں دفن کر آتا ہے۔ مگر باوجود اس کے اسے یقین ہونا چاہیئے کہ اس کی دعا سنی گئی۔ اگر اسے یہ یقین نہیں تو پھر اس کی کوئی دعا نہیں سنی جائے گی۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے بندہ کو یہ سکھایا ہے کہ الحمد للہ رب العلمین سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اور جب خدا تعالیٰ اپنے ہر فعل میں تعریف کا مستحق ہے۔ تو یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ اس نے کسی انسان پر ظلم کیا ہے

اس موقع پر میں

ایک مثال

سناتا ہوں۔ رام پور کے ایک سابق نواب صاحب تھے۔ جو چاچڑاں والے بزرگ خواجہ غلام فرید صاحب کی مجلس میں بیٹھے تھے۔ باتوں باتوں میں لوگوں نے یہ ذکر شروع کر دیا۔ کہ آتھم کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ نواب صاحب نے (بھی) ہاں میں ہاں ملائی۔ اس پر خواجہ غلام فرید صاحب جوش میں آ گئے۔ اور انہوں نے کہا اندھا ہے جو یہ کہتا ہے کہ آتھم کے متعلق حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اور آتھم زندہ ہے میں تو اس کی لاش دیکھ رہا ہوں

پس جب تک انسان کو یہ اعتماد نہ ہو کہ خدا تعالیٰ نے اس کی دعا سن لی ہے اس وقت تک اس کی دعا نہیں سنی جاتی۔ اور جب یہ اعتماد ہو اس کی دعا ضرور سنی جاتی ہے۔ خواہ جس شخص کے لئے اس نے دعا کی ہو اس کی لاش خود دفن کر کے آیا ہو۔

دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک مومن کو

نماز میں یہ سکھایا ہے

کہ سمع اللہ لمن حمدہ یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اس کی دعا خدا تعالیٰ نے سن لی۔ اب جس شخص کو اس پر ایمان ہو اسے خواہ ظاہری آنکھوں سے اپنی دعا قبول ہوتی نظر نہ آئے تو بھی وہ یہی کہے گا کہ میری آنکھیں غلطی کر سکتی ہیں لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ نے دعا نہ سنی ہو۔ اس نے دعا ضرور سن لی ہے۔ حضرت مسیح ناصری کے متعلق ایک واقعہ لکھا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا۔ جب اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا خدا کی قسم میں نے چوری نہیں کی۔ اس پر انہوں نے فرمایا میری آنکھیں جھوٹی ہیں مگر تو سچا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے بندے تو بندوں کے لئے بھی نہیں کہتے کہ تم جھوٹے ہو۔ پھر وہ خدا کے لئے کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ نعوذ باللہ اس نے جھوٹ کہا۔ پس ہر حالت میں یہ سمجھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے دعا سن لی ہے۔ اور جو یہ یقین رکھتا ہے خدا تعالیٰ اس کی ہر ایک دعا سن لیتا ہے

ایک اور آیت میں آتا ہے وآخر دعواھم ان الحمد للہ رب العلمین (یونس ع) یعنی خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے والا ابتداء میں خدا تعالیٰ کی حمد کرتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ خدا اس کی دعا سنے گا۔ اور آخر میں بھی حمد کرتا ہے۔ کیونکہ سمجھتا ہے کہ خدا نے اس کی دعا سن لی یہی اصل مقام ہے۔ جب انسان (اس مقام پر) پہنچ جاتا ہے تو اس کی ہر ایک دعا سنی جاتی ہے

اب میں یہ بتاتا ہوں کہ وہ کیا بات ہے کہ جو دعا سنی ہوئی نظر نہیں آتی وہ بھی سن لی جاتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ حقیقی خیر خواہ وہ ہوتا ہے جو ایسا کام کرے جس میں دوسرے کا فائدہ ہو۔ ایک نادان بچہ اگر ماں سے کہے کہ مجھے سنکھیا کھلا دو تو کیا وہ کھلا دے گی۔ ہرگز نہیں۔ اور جب ماں اپنے بچہ کی یہ بات نہیں سنے گی تو ہم یہی کہیں گے کہ در اصل اس نے بچہ کی بات سن لی۔ کیونکہ بچہ کی خواہش تو یہ تھی کہ اسے فائدہ حاصل ہو۔ اور اسے فائدہ اسی صورت میں پہنچا کہ اس کی بات نہ مانی گئی۔ اسی طرح خدا تعالیٰ سے دعا کرنے کی غرض یہی ہوتی ہے کہ انسان فائدہ اٹھائے خدا تعالیٰ فرماتا ہے اگر تمہیں یہ یقین ہو کہ خدا تمہاری دعا ضرور سنے گا۔ تو ہم ضرور تمہیں ہر موقعہ پر تباہ ہونے سے بچا لیں گے۔ اگر کسی کو ملیریا بخار چڑھا ہوا ہے۔ اور وہ کونین مانگے تو اسے کونین دینا اس کیلئے مفید ہوگا۔ لیکن اگر تپ محرقہ ہو اور پھر کونین مانگے تو اس صورت میں کونین دینا اس کی بات نہ سننا ہوگی اور اگر نہ دی جائے تو یہ سننا ہوگی۔ اس کی کونین مانگنے سے غرض مرنا تھا؟ یا صحت حاصل کرنا۔ یقیناً اس کی غرض صحت حاصل کرنا ہوگی اور اس کے لئے ضروری ہوگا کہ اسے کونین نہ دی جائے اور اس طرح اس کی بات سنی جائے۔ اسی طرح جو شخص اپنے بیٹے کی زندگی کے لئے دعا کرتا ہے میں اس کی مثال لیتا ہوں جیسے بیٹے کی زندگی کی اس لئے خواہش کی جاتی ہے کہ

انسان کا دنیا میں نام قائم رہے

لیکن اگر وہ بیٹا زندہ رہتا تو ممکن تھا کہ کافر ہو کر مرتا۔ اب جو اس کی زندگی کے لئے دعا کی جاتی تھی۔ وہ خدا تعالیٰ نے اسے ایمان پر وفات دے کر قبول کر لی۔ پس ادعونی استجب لکم میں خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ نہیں کیا کہ جو کچھ مانگا جائے گا وہ نام کے طور پر دے دیگا بلکہ یہ فرمایا ہے کہ اصل چیز دے گا۔ اس طرح ہر ایک دعا اصلیت کے لحاظ سے ضرور سنی جاتی ہے اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ تمام دعائیں نہیں سنی جاتیں یہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دعائیں سب سنی جاتی ہیں جو شخص اس کا انکار کرتا ہے اس کی آنکھیں جھوٹی ہیں۔ اس کے کان جھوٹے ہیں۔ اور وہ خود جھوٹا ہے۔ اگر کسی کو ایک سیکنڈ کے لئے بھی یہ شبہ ہوتا ہے کہ اس کی کوئی دعا سنی نہیں جائے گی۔ اس کے پچھلے سب کئے کرائے پر پانی پھر گیا۔

ہمیشہ یہی یقین ہونا چاہیئے

کہ خدا تعالیٰ نے اس کی ہر ایک دعا سن لی اور ضرور سن لی۔ جب انسان اس مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ تو پھر نام کے لحاظ سے بھی اس کی بہت سی دعائیں سن لی جاتی ہیں۔

(الفضل ۱۲/۴۱ - ۲۰)

سال نو کا آغاز (بقیہ صفحہ اول)

مردم شماری ہندوستان مردم شماری کی مہم سے فارغ ہوا۔ اس کے نتیجے میں معلوم ہوا کہ پچھلے سالوں کی نسبت لڑکیوں کی شرح پیدائش میں کمی آگئی ہے۔ اب لڑکے زیادہ پیدا ہو رہے ہیں۔

اصلاحی قوانین انڈین پارلیمنٹ نے کئی اصلاحی بل پاس کئے۔ تعدد ازدواج کی اجازت ختم کر دی گئی جہیز کے خلاف قانون منظور کیا گیا۔ اور پونا میں مرہٹی زبان کی ایک عورت ایڈیٹر کو فحش تصاویر کی اشاعت پر دو ہزار روپے جرمانہ بارہ دن کی قید کی سزا دی گئی۔ اور ستمبر تک صرف شہر بمبئی میں پولیس نے منشیات کے چھ ہزار کیس پکڑے۔

نیشنل انٹیگریشن کمیٹی اس سال کئی جگہ فرقہ پرستوں نے بھی سر ابھارا۔ اور تعصب کے شعلوں کا بازار گرم کیا۔ جیسے جبلپور، علیگڑھ وغیرہ۔ اسی سال دہلی میں "مسلم کنونشن" منعقد ہوا۔ حکومت کی طرف سے "نیشنل انٹیگریشن" نام کی ایک کمیٹی قائم کر دی گئی۔ اسی سال ڈاکٹر سمپورنانند نے "نیشنل انٹیگریشن کمیٹی" کے چیئرمین کی حیثیت سے اسلامیان ہند کو ہندوانہ نام، ہندوانہ کلچر اور ہندو اکابر کو اپنانے کی اپیل کی۔

کئی بار صوبائی فرقہ پرستی نے بھی زور پکڑا۔ آسام میں لسانی جھگڑے ہوئے۔ اور ماسٹر تارا سنگھ نے پنجابی صوبے کے لئے برت رکھا۔

آفات ارضی و سماوی امسال ملک کے بہت سے علاقے آفات ارضی و سماوی کے شکار ہوئے۔ موسمی طوفان بادو باران، پونا اور کھڑک واسلا کے بندوں کا ٹوٹنا۔ اور دریاؤں کی طغیانی نے تباہی کا ایک خوفناک منظر پیش کیا۔

اسی سال چٹاگانگ (مشرقی پاکستان) میں بھی وہ ہولناک طوفان آیا جس میں کم سے کم ہزاروں جانیں ضائع ہوئیں۔ اور تھوڑی دیر کے لئے یہ اندیشہ پیدا ہو گیا کہ کہیں مشرقی پاکستان کا جغرافیہ ہی نہ بدل جائے۔

اردو ادب دہلی میں اردو ادب و صحافت کی نمائش منعقد کی گئی جس سے اردو ادب کی تاریخ قبولیت اور ہمہ گیری کے بہت سے ابواب روشن ہو گئے۔

گوا کی آزادی اسی سال انڈین پارلیمنٹ نے تیسرے جنرل الیکشن کا اعلان کیا۔ اور یہ اعلان بھی ہوا کہ ۲۶ر جنوری سے پہلے پرتگیز نو آبادی دمن۔ دیو۔ انجدیب اور گوا پر ہندوستانی جھنڈا لہرا دیا جائے گا اس طرح ہندوستان کی پیشانی پر غلامی کا جو چھوٹا سا نشان رہ گیا ہے۔ دھو ڈالا جائے گا۔ ۱۹۔ دسمبر کو وہ یوم سعید آیا جب ہندوستانی افواج نے ان پرتگالی نو آبادیات پر ہندوستان کا جھنڈا لہرا دیا۔

ترقی احمدیت یہ سال جماعت احمدیہ کے لئے ایک مبارک سال ثابت ہوا۔ جماعت میں بیداری کے آثار پیدا ہوئے۔ بہت سی سعید روحوں نے احمدیت قبول کی۔ اور مسیح ناصری کے سفر تبت و کشمیر کی خبر خاص طور پر ہندو پاک کے غیر احمدی اخباروں میں گونجتی رہی۔

دو بڑے صدمے اس کے ساتھ امسال جماعت و خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یکے بعد دیگرے دو شدید صدمات سے دو چار ہونا پڑا۔ یہ دونوں صدمات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے دو نہایت بلند پایہ بزرگوں کے رحلت فرما جانے کے باعث رونما ہوئے۔ ماہ ستمبر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے داماد حضرت نواب عبد اللہ خاں صاحب وفات پا گئے۔ اور یہ صدمہ ابھی تازہ ہی تھا اور ۱۹۶۱ء کے اختتام میں صرف ایک ہفتہ باقی تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لخت جگر حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دار فناء اللہ کو پیارے ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون

۱۹۶۲ء کا استقبال بہرحال مذکورہ بالا حالات سے گذر کر اب ہم ۱۹۶۲ء کے استقبال کی تیاری کر رہے ہیں۔ نجومیوں کی یہ پیشگوئی ابھی بھولی نہیں کہ فروری ۱۹۶۲ء میں ایسے آٹھ ستارے اکٹھے ہو رہے ہیں۔ جو ہندو علماء کے نزدیک جنگ اور تباہی کی علامات ہیں۔ لیکن وعید و انذار کے لئے کچھ ضروری نہیں کہ وہ واقع بھی ہو۔ اگر ہم جنگ اور تباہی سے بچنے کی کوشش کرتے رہے تو انشاء اللہ ان ستاروں کا اتحاد یوں ہی پارہ پارہ ہو جائے گا۔

اعلان نکاح

مورخہ ۸ر دسمبر ۱۹۶۱ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز جمعہ اسلامک سنٹر میں خاکسار نے عزیزم محمد جعفر صاحب ولد حسین محمد صاحب مرحوم ساکن کوٹا حال مدراس کا نکاح ہمراہ مسماۃ صدیقہ بیگم بنت ایم جمال الدین صاحب ساکن ستان کولم حال مدراس سے بعوض ایک ہزار روپیہ مہر پڑھا۔

احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے مبارک کرے اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

خاکسار شریف احمد امینی
مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس

جلسہ کے موقعہ پر دعائیہ تاریں و خطوط

(قادیان میں)

از دفتر نظارت دعوت و تبلیغ قادیان

جلسہ کے ایام میں جن احباب نے ہندوستان و بیرونی ممالک سے دعائیہ خطوط اور تاریں مکرم امیر صاحب کے نام بھجوائی تھیں۔ احباب جماعت سے بھی دعا کی تحریک کی غرض سے گذشتہ اشاعت میں ان دوستوں کے لئے اعلان کیا جا چکا ہے۔ جلسہ کے موقعہ پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ اور بعض دوسرے دوستوں کے نام بھی دعائیہ خطوط و تاریں موصول ہوئی تھیں۔ خطوط بھیجنے والے احباب کے لئے تو پرچہ میں گنجائش نہیں نکل سکتی۔ البتہ تاریں بھیجنے والوں کے اسماء ذیل میں درج کرتے ہوئے تمام ان دوستوں کے متعلق جنہوں نے بذریعہ خطوط و تاریں دعا کی درخواست کی ہے۔ ان کے لئے جلسہ کی اجتماعی دعاؤں میں بھی اعلان کیا گیا ہے۔ اور بذریعہ اخبار احباب جماعت کی خدمت میں بھی ان جملہ دوستوں اور دیگر احباب جماعت کے حل مشکلات اور مقاصد میں کامیابی کے لئے دعا کی تحریک کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر فرد جماعت پر اپنے فضل و کرم نازل فرماتے۔ اور ہر حال میں حافظ و ناصر رہے۔

مندرجہ ذیل احباب نے ایسی تاریں و خطوط ارسال فرمائے:۔

مکرم غلام نبی صاحب ڈسکہ۔ مکرم عبد السلام صاحب کراچی۔ مکرم خواجہ محمد صاحب جڑانوالہ۔ مکرم عزیز محمد خان صاحب بغداد الجدید۔ مکرم بابو غلام رسول صاحب کارگل کشمیر۔ مکرم ڈاکٹر سید حسن صاحب سہارنپور۔ مکرم ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب اورینوی پٹنہ۔ مکرم نائب امیر صاحب جماعت احمدیہ سونگھڑہ اڑیسہ۔ مکرم شیخ جمال صاحب تگریا کٹک اڑیسہ۔ مکرم ٹی علی صاحب کلکتہ۔ مکرم حکیم محمد الدین صاحب مبلغ شموگہ۔ مکرم محمد کریم اللہ صاحب ایڈیٹر آزاد نوجوان مدراس۔ مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب یادگیر۔ مکرم سیٹھ بشیر الدین صاحب یادگیر۔ مکرم محمد اسمٰعیل صاحب غوری یادگیر۔ مکرم سیٹھ عبد الحی صاحب یادگیر۔ مکرم محمد عبد اللہ صاحب بی ایس سی۔ ایل ایل۔ بی حیدرآباد۔ مکرم کے پی استو صاحب کالیکٹ۔ مکرم مولوی محمد ابو الوفا صاحب مبلغ جماعت احمدیہ کالیکٹ۔ مکرم ایم سی محمد احمد ۔ پینا کیرالہ۔ مکرم سی کنجی عبد اللہ صاحب سیکرٹری مال پینگاڈی۔

شکریہ

مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان نے جلسہ سالانہ کی افتتاحی اور اختتامی دعائیں کرائیں۔ نیز جلسہ کے اختتام پر اپنی تقریر میں مندرجہ ذیل سرکاری افسران کا بھی ان کے مناسب انتظام و توجہ کی بناء پر شکریہ ادا کیا۔

جناب پنڈت موہن لال صاحب وزیر صنعت حکومت پنجاب جو کہ خرابی موسم کے باوجود تکلیف کر کے جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لائے اور ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ اسی طرح ان کے ساتھیوں کا بھی ممنون ہوں کہ بٹالہ اور چند لمبی گرداھہ وغیرہ مقامات سے ان کے ہمراہ آ کر جلسہ میں شامل ہوئے۔

جناب سردار دلیپ سنگھ صاحب سند هو ایس۔ ڈی۔ ایم بٹالہ
شری ہانڈا صاحب تحصیلدار بٹالہ
میاں سُتر دت پال صاحب ڈی ایس پی بٹالہ۔
چوہدری بنارسی داس صاحب انچارج پولیس قادیان

سردار گورو دیال سنگھ صاحب باجوہ پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی قادیان اور کمیٹی کے عملہ کا بھی شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے جلسہ کے موقعہ پر قادیان کی صفائی اور مساجد بیرون از محلہ احمدیہ کی صفائی و سفیدی وغیرہ کا مناسب انتظام فرمایا۔

ولادتیں

مورخہ ۲۳ر دسمبر کو مکرم محمود احمد صاحب عارف کو اللہ تعالیٰ نے تیسرا لڑکا عطا فرمایا۔ مورخہ ۲۵ر دسمبر کو حکیم محمد سعید صاحب آف کشمیر کے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔ مورخہ ۲۸ر دسمبر کو مستری منظور احمد صاحب درویش کو اللہ تعالیٰ نے تیسرا لڑکا عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سب مولودین کو لمبی عمر عطا فرمائے اور نیک صالح بنائے۔ آمین۔ (ادارہ)

درخواست دعا۔ میں بسلسلہ ملازمت ایک دور دراز علاقہ میں آیا ہوں جہاں کی آب و ہوا میری صحت کیلئے مفید نہیں۔ بزرگان سلسلہ سے خصوصاً اور جملہ احباب سے عموماً گذارش ہے کہ وہ میرے لئے دعا کریں کہ جنگ میں یہاں ہوں اللہ تعالیٰ مجھے آب ہوا کے مضر اثرات سے محفوظ رکھے۔ اہ

مشرقی افریقہ میں تبلیغ اسلام

از مکرم چوہدری عنایت اللہ احمد صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم ٹبورا
ٹانگانیکا (مشرقی افریقہ)

روزنامہ الفضل کے شمارہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۱ء کے اداریہ سے ہفت روزہ ایشیاء لاہور مورخہ ۴ اکتوبر ۱۹۶۱ء میں کسی محمد ثانی حسنی صاحب کے قلم سے "مشرقی افریقہ میں اسلام غالب آ رہا ہے" کے زیر عنوان ایک مضمون کا حصہ پڑھ کر جو رابطہ اسلامی لکھنؤ سے نقل کیا گیا ہے۔ بڑی حیرت ہوئی لکھا ہے:-

"مشرقی افریقہ میں نیروبی، دار السلام، یوگنڈا، ٹانگانیکا اور ممباسہ اور ان جیسے دوسرے علاقے مسلمان داعیوں سے مانوس ہو چکے ہیں۔ ان داعیوں نے جگہ جگہ مدرسے، مسجدیں اور وعظ عام کے لئے ایسے ادارے کھول رکھے ہیں۔ جن کے ذریعہ افریقی آبادی میں اسلام پھیلانے میں بڑی مدد مل رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود داعیوں کی بڑی کمی ہے۔ کوششیں بہت محدود ہیں قوت و طاقت کمزور ہے۔ ورنہ حالات تیزی سے بدلتے نظر آتے۔ اسلئے کہ افریقہ کی سرزمین اسلامی تعلیمات کے بیج بونے کے لئے بہت زیادہ موزوں ہے تبلیغی جماعتوں نے بھی ان علاقوں میں قابل قدر کام کیا ہے۔ اور کر رہی ہیں۔ اُدھر مصر کے جامع ازہر نے اپنا رخ اُدھر کر دیا ہے۔ اس کے مبلغین ان علاقوں میں پہنچ چکے ہیں۔ خود مقامی باشندوں میں ایسے جوشیلے اور صاحب عزم نو مسلم پیدا ہو چکے ہیں۔ جو اپنا مشن بنا کر یہ کام کر رہے ہیں۔ جن کے ایمان و یقین اور جد و جہد سے علاقے کے علاقے اسلام قبول کرتے جا رہے ہیں۔ اگرچہ قادیانیت نے کئی جگہ اپنے اڈے بنائے ہیں۔ ٹانگانیکا پر ان کی اب تک خاص نظر ہے۔ اور اس مقام کے ایک باثر افریقی مسلمان کو قادیانی بھی بنا لیا گیا ہے اور یہ صاحب دار السلام کے میئر بھی ہیں" (ایشیاء لاہور ۱۴ ص ۱۴)

صاحب مضمون نے سوائے جماعت احمدیہ کے کسی دوسری جماعت یا فرد کے حقیقی کام کی کوئی ٹھوس مثال پیش نہیں کی۔ البتہ "ایشیاء" کے اسی صفحہ پر "البلاغ بمبئی" کے حوالہ سے ایک حکایت اس طرح درج ہے:-

"ایک دن میں ۴۰ ہزار آدمیوں کا قبول اسلام

ٹانگانیکا کے صوبہ ٹبورا کے ایک مقام دوتارہ میں ایک افریقی عیسائی سلطان نے اپنے پادری کے پاس گوشت کا ہدیہ بھیجا۔ گورے پادری نے اس کالے افریقی کا گوشت خادم کے ذریعہ پھنکوا دیا۔ اور حکم دیا کہ مسلمان قصابوں کے یہاں سے دوسرا گوشت خرید لائے۔ جب اس مسیحی سلطان کو خبر لگی تو اس نے پادری کے پاس جا کر احتجاج کیا۔ پادری نے حقارت کے لہجہ میں کہا کہ میں تم کو غفران سے محروم قرار دے دوں گا اور یسوع مسیح تمہاری مغفرت نہیں کریں گے۔ وہ مسیحی سلطان مسلمان علماء کے پاس گیا۔ اور اسلامی تعلیمات کے بارے میں سوال جواب کرنے کے بعد اپنے اسلام کا فوراً اعلان کر دیا۔ اسی دن اس ایک افریقی سردار کے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے ۴۰ ہزار افریقی اسلام میں داخل ہو گئے۔" (البلاغ بمبئی)

کاش! جو کچھ اس مضمون میں لکھا گیا ہے درست ہوتا۔ اور ہم کو بھی ایک حقیقی خوشی میں اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ بدل و جان شریک ہوتے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہمارے مسلمان علماء تو سرے سے ہی تبلیغ اسلام سے غافل ہیں۔ البتہ گذشتہ بیس پچیس برس میں دو تین مولوی صاحبان برصغیر ہند و پاکستان سے تبلیغ اسلام کے نام پر مشرقی افریقہ آئے تھے۔ اور انہیں مسلمانوں کو خطاب کر کے اپنی جیبیں بھر کر واپس چلے گئے تھے۔ اس گذشتہ تجربہ کی بناء پر معلوم ہوتا ہے کہ زیر نظر مضمون کو سپرد قلم کرنے والے یا انہیں غلط معلومات پہنچانے والے صاحب تبلیغ اسلام کے نام پر مسلمانان ہند و پاکستان کی جیبیں صاف کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ یہ صاحبان خود ہندوستان اور پاکستان میں بھی غیر مسلموں میں تبلیغ کرنے کی توفیق سے محروم ہیں۔ اور یہاں مشرقی افریقہ میں غیر مسلم افریقن اقوام میں تبلیغ کرنے والا کوئی جامعہ ازہر کا مبلغ۔ رابطہ اسلامی لکھنؤ کا درکر یا کسی اور مسلم ادارے کا داعی دیکھا یا سنا نہیں گیا۔

مشرقی افریقہ میں عیسائیت اور اسلام کی موجودہ پوزیشن کیا ہے۔ میرے اس مضمون کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کاسر الصلیب کی تیار کردہ روحانی فوج جماعت احمدیہ یہ ایمان رکھتی ہے کہ نہ صرف مشرقی افریقہ یا براعظم افریقہ بلکہ انشاء اللہ العزیز تمام دنیا میں ہم نور اسلام پھیلا کر چھوڑیں گے اور اس روحانی جنگ میں آخر فتح حق کی ہی ہو گی۔

"ایشیاء" کے زیر نظر مضمون سے ظاہر و باہر ہے کہ مضمون نویس صاحب کو مشرقی افریقہ کا علم یہاں کے باشندوں کی تبلیغ پذیر حالت کا علم اور انہوں نے بعض بالکل بے بنیاد باتیں لکھ کر لوگوں کو دھوکا دینے کی کوشش کی ہے۔ اگر ایڈیٹر صاحب "ایشیا" اپنے اس پرچے کا انگریزی یا سواحیلی زبان میں ترجمہ کر کے مشرقی افریقہ بھجوا دیں تو مجھے امید ہے کہ انہیں مفت میں ہزاروں اہل سنت والجماعت اور دوسرے غیر احمدی مسلمان خریدار سے اس خبر کے غلط اور بے بنیاد ہونے پر سرٹیفکیٹ مل جائیں گے۔

راقم الحروف گذشتہ ۲۳ برس سے مشرقی افریقہ میں ہے۔ اور دس برس سے ملک ٹانگانیکا میں ہے۔ اور اسی شہر ٹبورا میں رہتا ہے کہ جس کا ذکر محمد ثانی حسنی صاحب نے اپنے مضمون میں کیا ہے اس لئے اس مضمون کے متعلق کچھ عرض کرنا ضروری سمجھا تا اخفاء حق کے جرم میں نہ پکڑا جاؤں۔ اور شاید مضمون لکھنے والے دوست یا انہیں خبر دینے والے اپنی اصلاح کی فکر کریں اور سچ و جھوٹ میں تمیز کرنا سیکھیں۔

لکھتے ہیں مشرقی افریقہ میں نیروبی دار السلام۔ یوگنڈا۔ ٹانگانیکا۔ ممباسہ اور ان جیسے دوسرے علاقے مسلمان داعیوں سے مانوس ہو چکے ہیں۔

نیروبی اور ممباسہ کینیا کے دو شہر ہیں۔ دار السلام ٹانگانیکا کا دار الخلافہ ہے۔ اور یوگنڈا ایک علاقہ ہے۔ لیکن ان سب کو علاقے بنا کر کھچڑی سی تیار کر دی گئی ہے۔ ممباسہ اور دار السلام تو شروع سے ہی غالب مسلم اکثریت کے شہر ہیں ان کا مسلمان داعیوں سے مانوس ہونا یا انہیں علاقے قرار دے کر یہ کہنا کہ یہ علاقے اسلام قبول کرتے جا رہے ہیں بالکل بے معنی بات ہے۔

پھر لکھتے ہیں کہ اگرچہ قادیانیت نے کئی جگہ اپنے اڈے بنائے ہیں۔ ٹانگانیکا پر ان کی اب تک خاص نظر ہے۔ اور اس مقام کے ایک باثر افریقی مسلمان کو قادیانی بھی بنا لیا گیا ہے۔ اور یہ صاحب دار السلام کے میئر بھی ہیں۔ یہاں ٹانگانیکا کو ایک مقام بیان کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ ایک ملک ہے۔ لارڈ میئر آف دار السلام مکرم شیخ امری عبیدی صاحب کے متعلق یہ کہنا کہ ایک باثر افریقی مسلمان کو قادیانی بنا لیا گیا ہے بھی حقیقت چھپانے کے مترادف ہے۔ امری صاحب مکرم نے آج سے تقریباً بیس برس پہلے جبکہ آپ ٹبورا سکول میں تعلیم حاصل کرتے تھے احمدیت کو قبول کیا تھا۔ اس وقت اُن کے اثر و رسوخ کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اور نہ ہی انہیں کوئی اہمیت حاصل تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جب نوجوانان جماعت احمدیہ کو خدمت اسلام کے لئے زندگیاں وقف کرنے کے لئے کہا تو آپ بھی حکومت کی ملازمت چھوڑ کر تبلیغ اسلام کی خاطر مبلغین سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو گئے۔ اور یہی ان کے باثر ہو جانے کی بنیاد تھی۔ پھر انہوں نے ربوہ میں جا کر دو برس تک دینی تعلیم بھی حاصل کی۔ اور جن دنوں میں انہیں دار السلام کا میئر اور لیجسلیٹو اسمبلی کا ممبر منتخب کیا گیا تھا اُس وقت بھی جماعت احمدیہ کی طرف سے تبلیغ اسلام کے لئے دار السلام میں تعینات تھے۔ اور آج بھی وہ مبلغ ہیں۔ گویا درحقیقت احمدیت کی آغوش میں تعلیم و تربیت پانے سے ایک غریب شخص کافر زند ٹانگانیکا کا صاحب اثر و رسوخ لیڈر بن گیا ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک

اب میں ایک افریقی سلطان اور یورپین پادری کے مبینہ اختلاف اور ۴۰ ہزار آدمیوں کے ایک دن میں قبول اسلام کے افسانے کے متعلق کچھ بیان کرتا ہوں۔ میں خود ٹبورا میں رہتا ہوں۔ صوبہ کا نام مغربی صوبہ ہے۔ ٹبورا اس کا صدر مقام ہے جس شہر "دوتارہ" کا مضمون نگار صاحب نے ذکر کیا ہے اس نام کا یا اس سے ملتے جلتے نام کا بھی کوئی شہر اس صوبہ میں نہیں۔ صوبہ چھوڑ سارے ٹانگانیکا بلکہ مشرقی افریقہ میں بھی کبھی یہ نام نہیں سنا گیا۔ گویا ایک فرضی شہر اور ایک فرضی عیسائی سلطان فرضی پادری اور پھر ایک فرضی افسانہ تیار کیا گیا ہے۔ اور وہ بھی تبلیغ اسلام کے نام پر۔ بفرض محال اگر کہا جائے کہ یہ خبر "دوتارہ" کے متعلق نہیں بلکہ ٹبورا سے تعلق رکھتی ہے۔ ٹبورا کے تمام مسلمان علماء ہمارے دوست ہیں اور مجھے خوشی ہے کہ اس قسم کا افسانہ گھڑنا انہوں نے ابھی نہیں سیکھا۔ یہاں تو چند عیسائیوں کے اسلام قبول کرنے کی خبر بھی چھپی نہیں رہ سکتی۔ نہ ہی یہاں سارے ملک ٹانگانیکا میں کوئی ۴۰ ہزار عیسائی افریقی آبادی پر مشتمل شہر ہے۔ اگر علاقہ کے ۴۰ ہزار افراد کہا جائے تو ان کے اکٹھے ہونے اور اسلام قبول کرنے کے لئے ہفتے بلکہ مہینے درکار ہیں۔ ایک بیس پچیس ہزار کی آبادی کے شہر میں اگر چالیس ہزار افراد نے اسلام قبول کرنے سے تو ہمیں یہاں ہزار عید سے بھی بڑھ کر خوشی ہوتی۔ دو لاکھ کی آبادی کے ملک میں ایک دن

ہیں۔ ہم ہزار عیسائیوں نے اسلام قبول کر لینے سے یقیناً سارے ملک کے مسلمان خوشی کے ترانے بجاتے اور عیسائیوں کے گھروں میں صف ماتم بچھ جاتی۔ لیکن ٹانگانیکا میں تو کسی مسلمان یا عیسائی کو اتنے بڑے واقعہ کا علم تک نہیں ہوا۔ اور نہ ہی کسی مسلم یا غیر مسلم اخبار نے مشرقی افریقہ میں کوئی ایسی خبر کبھی شائع کی۔ یقیناً ہر مسلمان کی یہی خواہش ہے کہ خدا کرے ساری دنیا دنوں میں دامنِ اسلام سے وابستہ ہو جائے۔ لیکن اس کے لئے افسانہ گری کی نہیں بلکہ تنظیم و جہاد اور قربانیوں کی ضرورت ہے۔ مضمون نویس صاحب غور فرمائیں کہ پاکستان میں اگر چار لاکھ ہندو ایک دن میں اسلام قبول کریں تو کیا یہ خبر پاکستان میں سنی جائے گی یا یہ کہ پاکستان میں تو کسی شخص کو علم تک نہ ہوگا اخبار خاموش ہوں گے لیکن ٹانگانیکا میں کوئی شخص خبر شائع کر دے گا کہ چار لاکھ ہندو ایک دن میں مسلمان ہو گئے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اخبار بین حضرات عقل سے بالکل ہی کورے ہیں۔ آخر ہماری خبروں میں کچھ تو معقولیت ہونی چاہیئے۔

لکھتے ہیں:۔ "ایک افریقی عیسائی سلطان نے اپنے پادری کے پاس گوشت کا ہدیہ بھیجا۔ گورے پادری نے اس کالے افریقی کا گوشت خادم کے ذریعہ پھنکوا دیا۔ اور حکم دیا کہ مسلمان قصابوں کے ہاں سے دوسرا گوشت خرید لاتے۔"

ایسی بات صرف وہی فرض کر سکتا ہے کہ جسے براعظم افریقہ کے موجودہ بدلتے ہوئے حالات کا ذرّہ بھر بھی علم نہ ہو۔ آجکل جبکہ افریقہ میں نیشنلزم اس قدر زوروں پر ہے۔ اور خود عیسائی مشن نیشنلزم سے خائف ہو کر افریقن پادریوں کو دھڑا دھڑ بشپ اور آرچ بشپ بنا رہے ہیں۔ کوئی گورا پادری اس قسم کی حماقت کرنے کی جرأت کر سکتا ہے!

اگر تو وہ خیالی گوشت زمنی افریقی عیسائی سلطان نے بازار سے خریدا تھا تو یہاں تو ہر بازار میں صرف مسلمانوں کا ذبیحہ ہی بکتا ہے۔ پھر غلطیہ کو پھنکوا کر اسی قسم کا گوشت خریدنے کے کیا معنی؟ اگر وہ گوشت کسی عیسائی کا ذبح کیا ہوا تھا تو یہ تو خود عیسائی پادریوں کی خواہش ہے کہ جن علاقوں میں عیسائیوں کی آبادی ہے۔ وہاں لوگ عیسائیوں کا ہی ذبیحہ کھائیں۔ اس صورت میں اسے پھنکوانے کا سوال پیدا نہ ہوگا۔ اور ایک پادری مسلمان کے ذبیحہ کو عیسائی کے ذبیحہ پر ترجیح عقلاً دے ہی کیسے سکتا ہے؟

مسلم عوام کی غفلت پر مزید خواب آور پردے ڈالنے کے لئے پہلے ہی عیسائی پادری مسلمانوں کی معمولی معمولی کوششوں کو بڑھا چڑھا کر لکھتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ مضمون نگار صاحب سب پر

لے گئے ہیں۔ اگر پادری اتنے احمق ہیں اور براعظم افریقہ پہلے ہی مسلمان ہونے کو تیار رہے ہیں تو پھر مسلم علماء کی کوشش کی کیا ضرورت ہے۔ اس حساب سے چند ماہ میں کام ختم ہو چکا ہوگا۔

چونکہ اس قسم کے مضمون لکھنے والے دوست جماعت احمدیہ سے عناد اور حسد کے باعث اکثر جماعت احمدیہ کی تبلیغی کوششوں پر پردہ ڈالنے کے لئے فرضی قصے گھڑتے رہتے ہیں اور نعوذ باللہ من ذالک۔ ہمیشہ جماعت احمدیہ کی تبلیغی کوششوں کا ذکر نہایت غیر شریفانہ اور نفرت آمیز پیرایہ میں کیا کرتے ہیں۔ اس لئے میں ۱۹۵۹ء اور ۱۹۶۱ء کے دو واقعات جن کے گواہ خود اہل سُنت والجماعت موجود ہیں قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں تا خدا تعالےٰ کا خوف اور اسلام کا درد رکھنے والے خود فرضی داعیوں کے نام کا جائزہ لے سکیں۔ اور خدمتِ اسلام کیلئے کمر ہمت کس لیں۔

چند سال ہوئے جب ٹانگانیکا کے عیسائی پادریوں اور غالباً بعض انگریز حکام کی کوششوں سے ایک ممتاز مسلمان تعلیم یافتہ سیاستدان بدقسمتی سے عیسائی ہو گئے اور بعد میں انہوں نے اپنے تمام چھوٹے بھائیوں کو عیسائی کرنے کی مہم شروع کی تو ان کے آبائی گاؤں NIGEZI ضلع شنیانگا کے امام مسجد صاحب نے جو احمدی نہیں ہیں۔ کئی شہروں میں علماء کو خطوط لکھے کہ اس مشہور خاندان اور موجودہ مسلمان چیف کو عیسائیوں کے منہ سے بچاؤ۔ افسوس کوئی مدد کے لئے نہ پہنچا۔ صرف ایک ٹبورا کے مولوی صاحب نے ایک معقول رقم کا مطالبہ کیا جو انہیں نہ ملی۔ اور بات ختم ہو گئی۔

بات بھی درست ہے جو علماء پہلے ہی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو آسمان پر اس خاکی جسم کے ساتھ زندہ موجود مانتے ہیں۔ اور ان کے معجزات کو ایسے رنگ میں مانتے ہیں کہ جیسے معجزات خود افضل الرسل حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی پادریوں کو نہیں دکھ سکتے وہ پادریوں کے مقابلہ میں آئیں تو کیسے آئیں۔ آخر یہ عاجز ضلع شنیانگا میں تبلیغی دورہ پر گیا۔ تو یہ افسوسناک خبر سنکر بن بلائے ۲-۹-۱۹۵۹ کو NIGEZI پہنچ کر مسلمان چیف کے ہاں ٹھہرا۔ پادریوں کو چیلنج کا اشتہار کثرت سے تقسیم کیا۔ لیکن پادری صاحب مقابل پر نہ آسکے۔ لٹریچر فروخت اور تقسیم کیا اور اس طرح وہ مسلمان چیف اور اس کے کئی دوست دار خطرہ سے محفوظ ہو گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مثال کے طور پر ایک اور واقعہ بیان

کئے دیتا ہوں۔ گذشتہ سال ایک پرانس میں موضع مالیا ضلع NGUDU کیتھولک یورپین پادری نے ایک عورت پر مسلمانوں کو بھی بلایا اور بیل ذبح کیا تو اس کا گوشت مسلمانوں کو کھلانے کی کوشش کی جس پر افریقن مسلمان بگڑ کر مجلس سے چلے گئے۔ اور پادری صاحب نے مسلمانوں کو چیلنج دیا کہ وہ اپنے کسی عالم کو ان کے مقابلہ کے لئے بلائیں۔ مالیا کے تمام اہل سنت والجماعت اور ان کے لیڈر گواہ ہیں کہ جب انہوں نے امداد کے لئے علماء کو ٹبورا۔ موانزا۔ دار السلام اور زنجبار خطوط لکھے تو کسی طرف سے بھی شنوائی نہ ہوئی۔ جس پر انہوں نے احمدیہ مسلم مشن ٹبورا کو خط لکھا۔ ہم نے انہیں جواب دیا کہ انشاء اللہ تعالےٰ ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ اس کے بعد عاجز کو بعض ضروری امور کی سرانجام دہی کے لئے یوگنڈا جانا پڑا۔ اور یوگنڈا سے واپسی پر وقت نکال کر ۳۰-۹-۶۱ کو وہاں پہنچا پادری صاحب کو کسی بھی اختلافی مسئلہ پر گفتگو کرنے کا چیلنج بھیجا۔ پادری صاحب تبادلۂ خیالات سے گریز کر گئے۔ اور اسلام کا بول بالا ہوا۔ اور کئی عیسائیوں نے لٹریچر خریدا۔ دو نے تو قرآن کریم کا سواحیلی زبان میں ترجمہ خریدا۔

یہ صرف دو مثالیں لکھی ہیں۔ ورنہ ایسے واقعات مبلغین سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ کثرت سے پیش آتے رہتے ہیں۔ اور بفضلہ تعالےٰ ہم ناچیز خدام اسلام ہر مشکل موقع پر ہر مذہب کے مسلمان بھائیوں کی مدد کے لئے ہمیشہ پہنچتے ہیں۔ ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔

یہ ہمارا کسی پر احسان نہیں۔ بلکہ خود خداوند کریم کا ہم پر احسان عظیم ہے اور ہر احمدی مسلمان کے پیش نظر ہمیشہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کا یہ شعر

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کاخر کنند دعویٔ حُبِّ پیمبرمؐ

اور موجودہ امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا شعر

خدمتِ دین کو اک فضلِ الٰہی جانو
اسکے بدلے میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو

رہتے ہیں۔

خدا تعالےٰ تمام مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ خدمتِ اسلام کے لئے ہمارے ساتھ شانہ بشانہ میدانِ روحانی جہاد میں کھڑے ہوں تا افسانہ گری کی ضرورت ہی پیش نہ آیا کرے۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

خاکسار چوہدری عنایت اللہ احمد
خادم اسلام مبلغ تحریک جدید ٹبورا ٹانگانیکا

تبصرہ

"واذا الصحف نشرت"

مکرم عبد العظیم صاحب درویش تاجر کتب قادیان نے مندرجہ عنوان سے ایک کتابچہ شائع کیا ہے۔ یہ کتابچہ بیک وقت سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تائید میں شائع ہونے والی بیشتر کتب پر مشتمل ایک جامع فہرست بھی ہے۔ اور سلسلہ کی تالیفات و تصنیفات کے بارہ میں ایک بیش قیمت خزانہ بھی۔ صاحب موصوف خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے خاص محنت، اور عرق ریزی سے ایسی جامع فہرست مرتب کر کے شائع کی ہے۔ کتابچہ کے دیباچہ میں ایک تجویز احبابِ جماعت کے سامنے رکھی ہے کہ سلسلہ کے ایسے قلمی مجاہدین کی مختصر سوانح کے ساتھ اُن کے تمام مضامین جو ان کی طرف سے سلسلہ کے اخبارات و رسائل میں شائع ہوئے علیحدہ کلیات کے رنگ میں محفوظ کئے جائیں۔ ہم اس کی تائید کرتے ہوئے احباب سے اس کی طرف خاص توجہ دینے کی سفارش کرتے ہیں تا یہ قیمتی ذخیرہ یکجائی طور پر (جہاں تک ممکن ہو) جمع ہو جائے اور آنے والی نسلوں کے لئے استفادہ اور ازدیاد ایمان کا موجب ہو۔ اس طور پر کلیات جمع کرنے والوں کے لئے کتب یا سیٹ کتب مکرم عبد العظیم صاحب پروپرائیٹر احمدیہ بکڈپو قادیان ہی سے قیمتاً مل سکتی ہیں۔

زکوٰۃ

زکوٰۃ ادائیگی صاحب نصاب پر ایسے ہی فرض قرار دی گئی ہے جس طرح نماز فریضہ مقرر کیا ہے۔ اور اس کا تارک خدا تعالےٰ کے نزدیک ایسا ہی قابلِ مواخذہ ہے جس طرح کہ ایک تارک صلوٰۃ۔ لہٰذا صاحب نصاب احباب اپنی ذمہ داری کو محسوس فرماتے اس فریضہ کی ادائیگی فرما کر اپنے اموال کو پاکیزہ بنائیں اور مواخذہ سے بچیں۔

لازمی چندہ جات کی ادائیگی

دیگر سب چندوں پر مقدم ہے

یہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہونا چاہیئے کہ چندہ عام، حصہ آمد اور چندہ جلسہ سالانہ لازمی چندے ہیں۔ جن کی بنیاد خود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رکھی اور ان کی باقاعدہ ادائیگی کے متعلق حضور نے یہاں تک تاکید فرمائی کہ

"جو شخص تین ماہ تک چندہ نہ ادا کریگا اس کا نام سلسلۂ بیعت سے کاٹ دیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہ سکتا۔"

گویا کہ تین ماہ تک چندہ ادا نہ کرنے والے کے متعلق اس قدر انذار ہے کہ وہ سلسلہ بیعت سے کٹ کر حصارِ احمدیت سے خارج ہو جاتا ہے۔ چہ جائیکہ جو شخص اس سے زیادہ عرصہ کئی ماہ یا سالہا سال سے چندہ نہ دیتا ہو۔ ایسا شخص خود اپنے انجام کے متعلق قیاس کر سکتا ہے۔

لازمی چندہ جات کی فوقیت کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید کا اعلان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

"تحریک میں انہی لوگوں کا چندہ لیا جائے گا جو اپنے بقائے ادا کریں گے اور مستقل چندہ بھی پوری طرح دیں گے۔ پس وہ شخص جس کے ذمہ (لازمی) چندوں میں سے کچھ بقایا ہے یا ہر وہ جماعت جس کے چندوں میں بقائے ہوں وہ فوراً اپنے اپنے بقائے پورے کریں اور آئندہ کیلئے چندوں کی ادائیگی میں باقاعدگی کا نمونہ دکھائیں۔ جو جماعتیں میرے اس حکم کے مطابق اپنے بقایوں کو ادا کرتے ہوئے ذریعہ چندوں میں باقاعدگی اختیار کرینگی میں سمجھوں گا کہ انہوں نے اپنے اقرار کو پورا کیا اور آئندہ کی جدوجہد میں ان پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔"

اسی خطبہ میں آگے چل کر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ

"آج وہی شخص اس تحریک جدید کے مطالبات میں شامل ہوگا جو اپنے بقایوں کو بے باق کر کے آئندہ کیلئے ذریعہ چندوں کی ادائیگی میں باقاعدگی کریگا۔"

جلسہ سالانہ ۱۹۳۵ء پر بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:-

"تحریک جدید کو ہم کتنی ہی ضروری چیز قرار دیں یہ لازمی بات ہے کہ اگر اس تحریک کا اثر پہلے کاموں پر پڑے تو پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا اگر ہم سر کو عزیز بننے والا کام کریں تو سلسلہ کو بجائے فائدہ کے نقصان ہوگا۔ تحریک جدید میں صرف انہی لوگوں کو شامل کیا جائے گا جو اپنے لازمی چندوں کے بقائے ادا کریں گے اور مستقل چندہ بھی پوری طرح دینگے۔"

مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں جملہ احباب جماعت اور عہدیداران کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں اس امر کا جائزہ لیں کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی ان واضح ہدایات کے باوجود کوئی شخص ان فرضی چندوں کو نظر انداز تو نہیں کر رہا۔ کیونکہ اس وقت جماعت کے سامنے بعض اور ضروری تحریکات بھی ہیں۔ مثلاً تحریک جدید۔ وقف جدید۔ چندہ نشر و اشاعت، درویش فنڈ وغیرہ وغیرہ یہ تمام تحریکات بھی اگرچہ نہایت ضروری ہیں۔ لیکن لازمی چندہ جات کے مقابلہ میں یہ ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔

چندہ عام، حصہ آمد اور چندہ جلسہ سالانہ جماعت کے لازمی چندے ہیں اور سب سے اہم اور مقدم ہیں۔ ممکن ہے بیک وقت متعدد تحریکات میں حصہ لینے کی وجہ سے کوئی شخص لازمی چندہ جات کی ادائیگی میں تغافل اختیار کرے لیکن ایسے شخص کی مثال وہی ہوگی جسطرح کہ کوئی شخص فرض نماز ترک کر کے کثرت نوافل میں مشغول ہو جائے یا رمضان کے روزے نہ رکھے اور نفلی روزوں پر زور دینا شروع کر دے لیکن جس طرح ایسا کرنا بجائے فائدہ کے انسان کو قابلِ مواخذہ بناتا ہے اسی طرح دیگر طوعی تحریکات کی بنا پر فرضی چندوں میں سستی اور غفلت اختیار کرنا خدا تعالےٰ کے نزدیک مستحسن نہیں۔ البتہ جس طرح ادائیگی فرائض کے بعد نوافل یقینی طور پر ترقی درجات اور قرب الٰہی کا باعث ہوتے ہیں اسی طرح لازمی چندہ جات کی ادائیگی کے بعد ــــ دیگر تحریکات میں حصہ لے کر مالی قربانی کا بہترین نمونہ پیش کرنا خدا کی خوشنودی اور رضا کا موجب ہوتا ہے۔ اور سلسلہ احمدیہ کی موجودہ ضروریات اس امر کی متقاضی ہیں کہ احباب جماعت لازمی چندہ جات میں سو فی صدی ادائیگی کے علاوہ سلسلہ کی دیگر مالی تحریکات میں بھی اپنا قدم آگے بڑھا کر اللہ تعالےٰ کی رضا کے وارث بنیں۔

امید ہے کہ جملہ احباب جماعت اور عہدیداران لازمی چندہ جات کے تقدم کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنی اپنی جگہ وصولی چندہ جات کا محاسبہ کریں گے اور اپنی جماعتوں کے بقایا دار افراد کی تربیت اور اصلاح کی طرف فوری توجہ دیں گے۔ موجودہ مالی سال کے سات ماہ گذر چکے ہیں لیکن بہت سی جماعتوں کی وصولی تدریج سے کم ہے اور بعض کی وصولی بالکل برائے نام ہے۔ تمام جماعتوں کو کمی وصولی کی اطلاع ہر ماہ نظارت ہذا کی طرف سے دی جاتی ہے۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام صدر صاحبان، سیکرٹریانِ مال اور مبلغینِ کرام کو ابھی سے ایسی کوشش شروع کر دینی چاہیئے تاکہ آخر مالی سال تک نہ صرف موجودہ مالی سال کے لازمی چندہ جات کی سو فی صدی وصولی ہو جائے۔ بلکہ لازمی چندہ جات کا بقایا بھی بے باق ہو جائے۔

اللہ تعالےٰ جملہ احباب کو اپنی رضا کے مطابق زیادہ سے زیادہ طاعاتِ دینیہ کی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

نئی دہلی ۳۱ ر دسمبر۔ اتحاد سبھا کے قائم مقام سیکرٹری جنرل یو تھانٹ نے سالِ نو پر ایک پیغام میں کہا ہے کہ نا اتفاقی، مصالحت اور بات چیت کا راستہ ہی ایک دوسرے کو زیادہ بہتر طور پر سمجھنے اور وسیع تر آزادی میں سماجی اور اقتصادی ترقی کے لئے محفوظ اور یقینی شاہراہ ہے۔ انہوں نے تمام دیشوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اس عزم کے ساتھ نئے سال میں داخل ہوں کہ وہ اس شاہراہ پر ثابت قدمی سے آگے بڑھیں گے۔ اور کہا کہ اب سال ۶۲ء کو آئندہ دہائی کا روشن آغاز بنانا چاہیئے۔ آپ نے کہا کہ لوگوں اور دیشوں کے جیون میں آج نیا سال شروع ہوتا ہے اور جذبہ اور جوش ہم سب میں مشترک ہے کے مطابق آج ساری دنیا میں بہت سے دیشوں کا رُخ مستقبل کی طرف مڑ جائے گا۔ کیا یہ امن کا سال ہوگا؟ کیا یہ وہ دیشوں پر روک لگائے رکھے گا۔ اور غالباً ویش ان تباہی خیز کلوں کو تباہ کر دیں گے جو انہوں نے خود بنائی ہیں۔ ان سوالات کا جواب دنیا کے لوگوں اور سرکاروں کی طرف سے آنا چاہیئے۔ دنیا کئی خطرات اور مشکلات میں سے گذر رہی ہے یہ خطرات اور مشکلات سالِ نو کے شروع میں بھی ہمارے ساتھ ہیں۔ جو سال ابھی ابھی ختم ہوا ہے اس سے اور پچھلے سالوں سے یہ ہمیں وراثت سے ملی ہیں۔

بیروت ۳۱ ر دسمبر۔ حکومت لبنان نے اعلان کیا ہے کہ کل بیروت میں حکومت کا تختہ اُلٹنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن فوج نے اسے ناکام بنا دیا۔ حکومت ... فوج کے بیان کے مطابق گورنمنٹ کا تختہ اُلٹنے کی سازش ان لوگوں نے کی جو کہ بیروت میں بدامنی پھیلانا چاہتے تھے۔ فوج نے ایک کمیونک جاری کیا ہے جس پر فوج کے کمانڈر جنرل عبدالشہاب کے دستخط ہیں۔ اس کمیونک میں لکھا ہے کہ فوج نے صورتِ حالات پر کنٹرول پا لیا ہے۔

وارانسی ۳۱ ر دسمبر۔ بدیش منتری پنڈت نہرو نے ہندو ودیا پیٹھ کے میدان میں ایک بھاری پبلک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے اس امر کا پھر اعلان کیا کہ گوا میں فوجی ایکشن کا یہ مطلب نہیں کہ بھارت امن پسندی اور کسی بھی بلاک میں شامل نہ ہونے کی پالیسی سے پرے ہٹ گیا ہے۔ آپ نے کہا کہ بھارت نے اس مسئلہ کو پُرامن طور پر حل کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ اور ہر ممکن طریقہ اپنایا مگر حالات اور واقعات نے جو کہ اس کے کنٹرول سے باہر تھے ہمارے پولیس ایکشن کرنے پر مجبور کر دیا۔ آپ نے کہا کہ بھارت نے آخری حربہ کے طور پر کم سے کم طاقت استعمال کی ہے۔ اور وہ بھی اس وقت جبکہ پرتگال کے ساتھ نوآبادیاتی سامراج کا مسئلہ پُرامن طور پر حل کرنے کی تمام کوششیں ناکام ہو گئی تھیں۔ آپ نے کہا کہ بھارت یہ برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ پرتگیزی گوا۔ دمن اور دیو کو تباہ و برباد کر دیتے۔ انہوں نے اہم عمارتوں اور پبلک جگہوں کو تباہ کرنے والے ڈائنامیٹ سے اڑانے اور لوگوں کو تباہی و مصائب کا شکار بنانے کی سکیمیں تیار کر رکھی تھیں۔ لیکن بھارت کی فوری اور بروقت کارروائی نے ان کی چالوں کو ناکام بنا دیا۔ شری نہرو نے ملک کی مسلح افواج کو خراجِ تحسین ادا کیا۔ اور کہا کہ بری بحری اور ہوائی فوجوں کے تعاون کی وجہ سے انہوں نے اپنا کام چوبیس گھنٹوں میں ہی مکمل کر لیا۔ آپ نے قومی اور بین الاقوامی جھگڑے پُرامن طریقوں سے حل کرنے پر زور دیا اور کہا کہ بھارت کی کوشش ہے کہ تمام ملکوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم رہیں اور وہ اپنے آپ کو بڑی طاقتوں کے بلاک سے الگ تھلگ رکھے گا۔ شری نہرو نے قومی اتحاد پر بھی زور دیا اور کہا کہ ہم ایک ایسے دور میں رہ رہے ہیں جو کہ دنیا بھر میں پیچیدگیوں اور جھگڑوں کا دور ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ملک کے اندر مکمل اتحاد اور اتفاق ہو۔ مذہب اور ذات پات پر مبنی دھڑے بندی اور فرقہ پرستی نے ملک کو نقصان پہنچایا ہے۔ اور اگر ہم نے پرانی غلطیوں سے سبق نہ سیکھا تو آزادی کا تحفظ کرنا مشکل ہوگا۔ آپ نے کہا کہ بھارت کسی بھی بلاک میں شامل نہ ہونے کی پالیسی پر قائم رہے گا۔ ہمارے لئے یہ پالیسی کوئی نئی نہیں ہے۔

بیروت ۳۱ ر دسمبر۔ کویت میں آج پہلی بار پولنگ ہوئے جبکہ آئین ساز اسمبلی کے لئے لوگوں نے ووٹ ڈالے۔ اسمبلی کی ۲۰ نشستوں کے لئے ۷۴ امیدوار میدان میں تھے۔ آئین ساز اسمبلی ملک کے لئے آئین وضع کرے گی۔

ماسکو ۳۱ ر دسمبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ سپریم سوویٹ نے روس کے آئندہ آئینہ انتخابات کے لئے ۱۸ مارچ کی تاریخ مقرر کی ہے اس سلسلے میں مختصر اعلان تمام مرکزی اخبارات میں شائع کیا گیا ہے یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ روس میں ایک ہی پارٹی (کمیونسٹ پارٹی) ہے اور ایک سیٹ پر صرف ایک امیدوار ہی کھڑا ہوتا ہے۔

بمبئی ۳۱ ر دسمبر۔ گوا کے نوجیو گورنر نے کرنسی اور بدیشی سکے کے متعلق کئی احکام جاری کئے ہیں۔ انہوں نے گوا۔ دمن اور دیو سے سونا۔ زیورات اور بدیشی سکہ اور پرتگیزی کرنسی برآمد کرنے کی ممانعت کر دی ہے۔ بھارتی کرنسی کی برآمد کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ کوئی شخص ۷۵ روپے سے زیادہ رقم برآمد نہیں کر سکتا۔ دوسرے ملکوں سے بھارتی کرنسی بھی اس مقدار میں برآمد ہو سکے گی۔ تاہم بھارت کے کسی حصہ سے آنے والے باشندے اپنے ساتھ بھارتی کرنسی کسی بھی مقدار میں لا سکتے ہیں۔ دوسرے ملکوں سے پرتگیزی کرنسی لانے کی قطعی ممانعت کر دی گئی ہے۔ فوجی گورنر نے بتایا ہے کہ گوا دمن اور دیو میں سردست بھارتی کرنسی کے ساتھ پرتگیزی کرنسی بھی استعمال ہوتی رہے گی۔ ڈاکخانوں میں اب پرتگیزی ٹکٹوں کی بجائے بھارتی ٹکٹیں فروخت ہونے لگی ہیں۔ گوا کی راجدھانی میں بتایا گیا ہے کہ بھارت کے کسی حصہ سے گوا۔ دمن۔ اور دیو میں بلا روک ٹوک مال بھیجا جا سکتا ہے۔ ان علاقوں کے ساتھ اب محدود تجارت کی سکیم ختم کر دی گئی ہے گوا سے مال برآمد کرنے کے لئے کلیرنس سرٹیفکیٹ جاری کرنے کا طریق بھی ختم کر دیا گیا ہے۔

جناب پنڈت موہن لال صاحب وزیر صنعت کی پُل نہر بٹالہ قادیان ڈرین پر آمد

قادیان مورخہ ۳۱ ر دسمبر۔ آج حسب پروگرام آئندہ انتخابات کے سلسلہ میں جناب پنڈت موہن لال صاحب وزیر صنعت نہر کے پُل پر مسلاتہ کے معززین کے اجتماع میں خطاب کے لئے تشریف لائے۔ اس موقعہ پر علاوہ قادیان اور بٹالہ کے باثر افراد کے بیس کے قریب دیہات کے معززین شامل ہوئے۔ کانگریس اور پنڈت جی کی حمایت میں سردار چنن سنگھ طفلمواله۔ سردار گور دیال سنگھ باجوہ صدر میونسپلٹی قادیان۔ سردار ست نام سنگھ باجوہ چیئرمین ضلع بلاک سمتی و سب رجسٹرار بٹالہ۔ گیانی لابھ سنگھ صاحب فخر قادیان۔ سردار چمن سنگھ رام پورہ۔ اور مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے سردار کشمیرا سنگھ چیمہ کی صدارت میں تقاریر کیں۔ مکرم مولوی عبد الرحمان صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ پانچ سال سے پنڈت موہن لال صاحب وزارت میں ہیں۔ لیکن ہم نے ان سے کبھی کوئی جماعتی یا انفرادی فائدہ نہیں اُٹھایا۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ کانگریس باوجود کمزوریوں کے بھی ایک ایسی جماعت ہے جس میں ملک کی تمام قومیں اور افراد اکٹھے ہو کر ملکی اور قومی خدمات سرانجام دے سکتے ہیں۔ اور خود پنڈت موہن لال صاحب ایک نہایت شریف اور ملنسار آدمی ہیں۔ پس باوجود اس کے کہ ہم نے یا ہماری جماعت نے ان سے کبھی کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا ہم اُن کو ووٹ دیں گے۔ اور تمام دوسرے معززین سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ کانگرس اور پنڈت جی کو ووٹ دیں۔

آخر میں پنڈت موہن لال صاحب نے تقریر کی اور کہا کہ مجھے جناب سردار پرتاپ سنگھ صاحب کیروں چیف منسٹر نے حکم دے کر اس سیٹ سے کھڑا کیا ہے اور میں ان کے کہنے سے یہاں آیا ہوں۔ میری اپنی کوئی مرضی اور خواہش نہیں۔ آپ نے اپنی تقریر میں اس بات کا بھی اعلان کیا کہ عنقریب قادیان میں ایک ٹیکنیکل انجینئرنگ کالج بھی کھولا جائے گا۔ اور کارخانے بھی قائم کئے جائیں گے تاکہ یہاں پر پبلک کو روزگار ملے۔ بٹالہ میں ایک بہت بڑی شوگر فیکٹری کھل رہی ہے۔ اسی طرح اور بہت سے کام ہو رہے ہیں۔

اس موقعہ پر علاوہ مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب کے مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے ناظر امور عامہ اور مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز بی۔ اے ناظر بیت المال جماعت کی نمائندگی کرنے کے لئے شامل ہوئے۔ اور پنڈت جی سے بعض ضروری امور کے سلسلہ میں ملاقات کی۔ (نامہ نگار)

قبر کے عذاب سے
بچو!
کارڈ آنے پر
مُفت
عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن

اہلِ اسلام
کس طرح ترقی کر سکتے ہیں!
کارڈ آنے پر
مُفت
عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن